وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ ہم تو فرمائیں گے یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکسار آیہ فرما سکتے ہیں نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں ۔

شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان اُن کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مصقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے ۔

دوسرے اس طرح کہ مِثْلُکُمْ پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آ رہا ہے یُوْحٰۤی اِلَیَّ یُوْحٰۤی اِلَیَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے۔ تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا۔ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور شے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور اُمتی میں بہت بڑا فرق بتا دیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔ مگر بشریت اور شانِ مصطفوی میں ۲۷ درجہ فرق ہے اوّلاً بشر پھر مومن پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفےٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ یہ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے۔ کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی [illegible] ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں

کی بد دعا سے لوگ مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور دنیاوی حکام اور سلاطین قوموں کو تباہ کر دیتے ہیں، تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر بھی اختیارات نہیں ہیں بخود کفار بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا خالی نہیں جاتی۔ اسی لئے بہت دفعہ ابو جہل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ابو سفیان کو دعا کے لئے بھیجا جب ابولہب کے بیٹے عتبہ کے لئے دعائے بد فرمادی کہ یا اللہ اس گستاخ پر اپنے کسی کتے کو مقرر فرما دے جو اسے اس گستاخی کا بدلہ دے۔ تو ابولہب مارے خوف کے کانپ گیا اور کہتا پھرتا تھا کہ اب عتبہ کی خیر نہیں۔ اس کے پیچھے محمد کی بد دعا پڑ گئی ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس زبان کی بات خالی جاتی ہی نہیں۔

اس آیت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہوا کہ رب تعالےٰ نے فرمایا اے محبوب! وہ کفار جو علم غیب اور کلی اختیارات کو نبوت کی پہچان نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ نبی کے بیوی بچے نہ چاہییں۔ ان سے کہہ دو کہ ہم نے خدا یا فرشتہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا ہے۔ کلی اختیارات مکمل علم غیب پر خدائی دار و مدار ہے۔ نیز ہم نے کب کہا کہ ہم فرشتہ ہیں۔ بیوی اور بچوں کی حاجت نہ ہونا فرشتہ کی پہچان ہے۔ ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور نبی انسان ہی ہوتے ہیں، غذا اور بیوی بچے انسان کے ہوتے ہیں۔ ہمارے نکاح اور غذا پر کیا اعتراض ہے۔

خیال رہے کہ نبی سے انسانیت کی عزت ہے نہ کہ انسانیت سے نبی کی۔ ایسے ہی انبیاء علیہم السلام نے نکاح و غذا اس لئے قبول فرمایا تا کہ یہ کام اللہ کے بندوں کے لئے سنت ہو جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہ کہ یہ آیت کیوں آئی۔ دوسرے یہ کہ ن سے کیا مراد ہے اور قلم سے کیا مقصود ہے، تیسرے یہ کہ اگلی آیتوں میں کیا فرمایا جا رہا ہے۔

مشرکین مکہ خاص کر ولید ابن مغیرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجنوں یعنے دیوانہ کہا کرتے تھے۔ قلب پاک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ملعون لفظ سے ایذا پہنچتی تھی۔ رب تعالیٰ نے قسمیں فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور بدگوئیوں کے عیوب بیان فرمائیے تاکہ محبوب کے دل کو تسلی ہو۔ فرمایا قسم ہے نون کی قسم ہے قلم کی قسم ہے ان کی تحریر کی۔ اے محبوب! آپ مجنوں نہیں اور آپ کے بدگو ایسے بدذات ایسے بے ایمان ایسے بدظن حرام کے بچے ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ کلمہ نون میں چند اختلاف ہیں۔ یا تو یہ اس سورت کا نام ہے۔ یعنے اس سورۃ کی قسم بحق نون۔ یا نون اللہ تعالیٰ کا نام ہے یا یہ نور اور ناصر کا پہلا حرف ہے جو حق تعالیٰ کے نام ہیں۔ یا الٓرٰ حٰمٓ، نٓ مل کر رحمٰن بنتا ہے، تو یہ اسمائے الٰہی کا جزو ہے۔ اس صورت میں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرمائی۔ یا نٓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ یا یہ نور کا جز ہے۔ اور نور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام قد جاءکم من اللہ نور۔ تو اب اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم ہوئی۔ یا نٓ کے معنے ہیں مچھلی۔ کیونکہ عربی میں نون مچھلی کو کہتے ہیں تو اس سے مراد وہ مچھلی ہے۔ جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے۔ یا وہ مچھلی مراد ہے جو جنتیوں کو پہلی غذا میں دی جائے گی۔ یا وہ مچھلی مراد ہے جس پر زمین قائم ہے۔ کیونکہ زمین گائے کے سینگ پر اور گائے مچھلی پر ہے۔

قلم سے مراد یا تو عام قلم ہیں۔ چونکہ اس سے علم لکھا جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس کی تعظیم ہے۔ لہٰذا اس کی قسم فرمائی گئی۔ یا اس سے وہ قلم مراد ہے جس سے رب تعالیٰ نے لوح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم ذات محمد اور احمد ہے۔ رب کا نام حامد بھی ہے
اور محمود بھی، رب حامد، حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور احمد، رب محمود ہے۔ یعنی اس کی
تعریف یہ ہی کر سکتے ہیں، اور ان کی تعریف وہ ہی فرما سکتا ہے۔ شفاعت کے وقت حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے خاص حمد کرائی جائے گی۔ اور اس کے لئے یہی زبان چاہئے
اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صفات بھی برہان ہیں کیونکہ جو صفات علیحدہ
علیحدہ انبیاء کو عطا ہوئے۔ وہ سب بلکہ زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے گئے شعر

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اس آیت میں انبیاء کی اقتداء مراد نہیں
ہے۔ ورنہ اِقْتَدِ بِهِمْ ہوتا، بلکہ ان کی صفات کی جامعیت مراد ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو شکر نوح، حلم ابراہیم، اخلاص موسےٰ اور قرب اسماعیل و یعقوب، صبر ایوب،
تواضع سلیمان، زہد عیسےٰ علیہم السلام مرحمت ہوا۔ (دیکھو روح البیان آیت وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ
وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ٥ ص

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ؎ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن بتاتا ہے کہ ایمان ہیں یہ ؎ ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ اے لوگو۔ تم اسلام کی حقانیت کے دلائل ڈھونڈتے ہو۔
اور اسی مسئلہ پر رد و قدح، سوال و جواب کرتے ہو اس مشقت کی تمہیں ضرورت نہیں،
تمہارے پاس ہماری طرف سے وہ ذات کریم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
جو سرتا پا اسلام کی حقانیت ہماری وحدانیت کی یقینی دلیل ہیں، اگر آنکھ اور عقل ہے۔
تو انہیں دیکھو اور کلمہ پڑھ لو۔ سیدنا عبد اللہ ابن سلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے

آپ کا نام شریف بھی ایک برہان الٰہی ہے۔ دیکھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ میں حرف بارہ
ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی بارہ ہیں۔ ابوبکر الصدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن
عفان، علی ابن ابی طالب، سب میں بارہ بارہ حرف ہیں۔ لفظ اللہ ذات پر دلالت
کرنے میں حروف میں محتاج نہیں۔ اگر ہمزہ حذف کر دو تو رہا لِلّٰہ۔ اگر لام گرا دو تو رہا لَہٗ۔
اگر دوم بھی گرا دو تو ہو گیا ہٗ اسی طرح لفظ محمد ہے۔ اگر اول میم گرا دو تو رہا حمد معنے تعریف
اگر حا گرا دو تو رہا مد معنے کھینچنا۔ وہ مخلوق کو خالق کی طرف کھینچتے ہیں اگر دوسری میم بھی گرا دو،
تو بچی دال بمعنے رہبر اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ حمد اور مد اور رہبری حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی صفات ہیں۔

۳ نُوْرًا مُّبِیْنًا سے مراد یا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات عالی ہے اس صورت
میں یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صفتیں بیان ہوئیں ایک برہان، دوسری نور۔
برہان عقل سے معلوم ہوتی ہے اور نور آنکھ سے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات
قیامت تک لوگ عقل سے معلوم کرتے رہیں گے۔ اور ان کے انوار لوگوں کی آنکھوں سے
معلوم ہوتے رہیں گے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برہان الٰہی بھی ہیں اور نور بھی۔ ؎

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ ٭ جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

اسی لئے فرمایا گیا جَآءَکُمْ سب مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یا نور سے مراد قرآن
کریم ہے۔ وہ بھی دل چمکانے والا نور ہے یا مراد نورِ قلب ہے جو شیخ کے وسیلہ سے حاصل
ہوتا ہے۔ اس کو مبین اس واسطے کہا گیا کہ نور چراغ تو بعض اطراف کو چمکاتا ہے بعض کو
نہیں۔ مگر یہ نور ہر طرف کو چمکاتا ہے۔ نور چراغ فقط ظاہر کو چمکاتا ہے، اور نور قرآن
دل کو بھی اور روح کو بھی۔

کتاب الغسل سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہوتا۔ کہ اس میں شیطانی اثر ہے۔ بلکہ اُن کی بیبیاں بھی احتلام سے پاک ہیں (۴) انبیائے کرام کو جماہی نہیں آتی۔ کیونکہ یہ بھی شیطانی اثر ہے۔ اسی لئے اُس وقت لاحول پڑھتے ہیں (۵) مشکوٰۃ شریف باب علامات نبوت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک چاک کر کے اُس میں سے ایک پارہ گوشت نکال دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ شیطانی حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نفس قدسیہ شیطانی اثر سے پاک ہے اور پھر اُسے آب زمزم سے دھو دیا گیا (۶) مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جس راستہ سے گذرتے ہیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن پر پیغمبر کی نظر کرم ہو جائے۔ وہ بھی شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ پھر خود ان حضرات کا کیا پوچھنا ؎

اقوالِ علماء اُمّت: ہمیشہ سے اُمت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم کا عصمتِ انبیاء پر اجماع رہا سوا فرقہ ملعونہ حشویہ کے کوئی اس کا منکر نہ ہوا۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر، تفسیرات احمدیہ، تفسیر روح البیان، مدارج النبوۃ، مواہب لدنیہ، شفا شریف، نسیم الریاض وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ تفسیر روح البیان آیت مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ الآیہ کی تفسیر میں ہے فَاِنَّ اَهْلَ الْوُصُوْلِ اِجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنَّ الرُّسُلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ قَبْلَ الْوَحْيِ مَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الْكَبَائِرِ وَمِنَ الصَّغَائِرِ الْمُوْجِبَةِ لِنَفْرَةِ النَّاسِ عَنْهُمْ قَبْلَ الْبِعْثَةِ وَبَعْدَهَا فَضْلًا عَنِ الْكُفْرِ یعنی اس پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام وحی سے پہلے مومن تھے اور گناہ کبیرہ نیز ان صغائر سے جو نفرت کا باعث ہوں نبوت سے پہلے معصوم تھے اور بعد بھی چہ جائیکہ کفر۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے اِنَّهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ عَنِ الْكُفْرِ قَبْلَ الْوَحْيِ وَبَعْدَهٗ بِالْاِجْمَاعِ وَكَذَا عَنْ تَعَمُّدِ الْكَبَائِرِ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ۔ انبیائے کرام کفر سے وحی سے پہلے اور بعدہٗ بالاتفاق معصوم ہیں ایسے ہی عام علماء کے نزدیک دیدہ و دانستہ گناہ کبیرہ کرنے سے بھی معصوم ہیں۔ غرضکہ اُمّت مرحومہ کا اجماع انبیائے کرام کی عصمت پر ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے اس لئے زیادہ عبارتیں نقل کرنے کی ضرورت نہیں ؎

عقلی دلائل: عقل بھی چاہتی ہے کہ انبیائے کرام کفر و فسق سے ہمیشہ معصوم ہوں۔ چند وجوہ سے (۱) کفر یا عقائد کی بد نوعی [illegible]

مسئلہ ۳۵:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا بوساطت فرشتگان اور ستیارگان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن ہیں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم ونسخ فرماتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

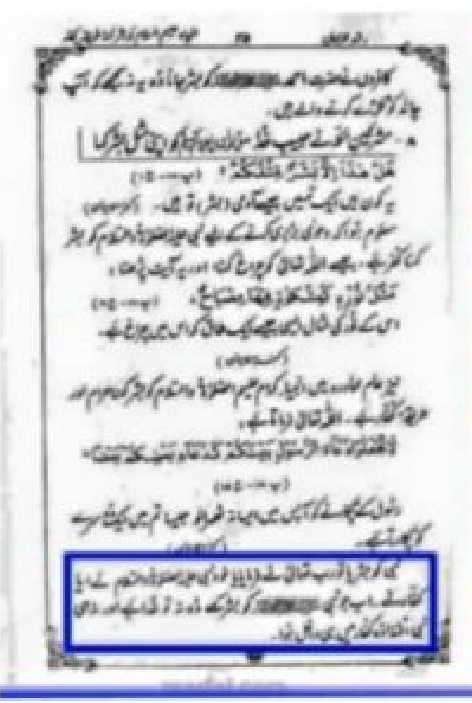
اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عز جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے۔ سب اُس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عا ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ فالمدبرات امرا۔ علمائے کہا نہ پ کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام اُن سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اُن کا بذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

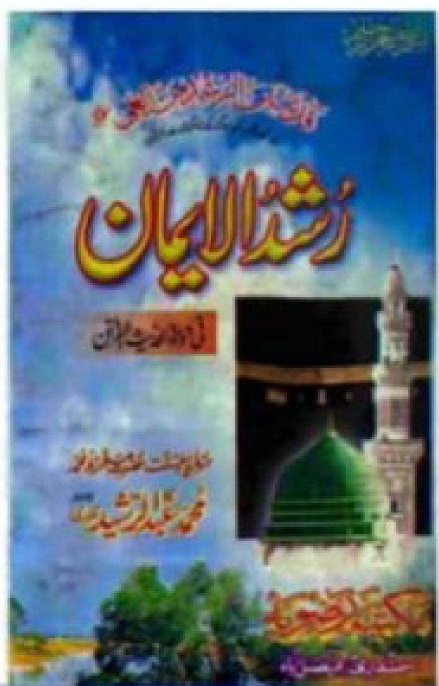
مسئلہ ۳۶:

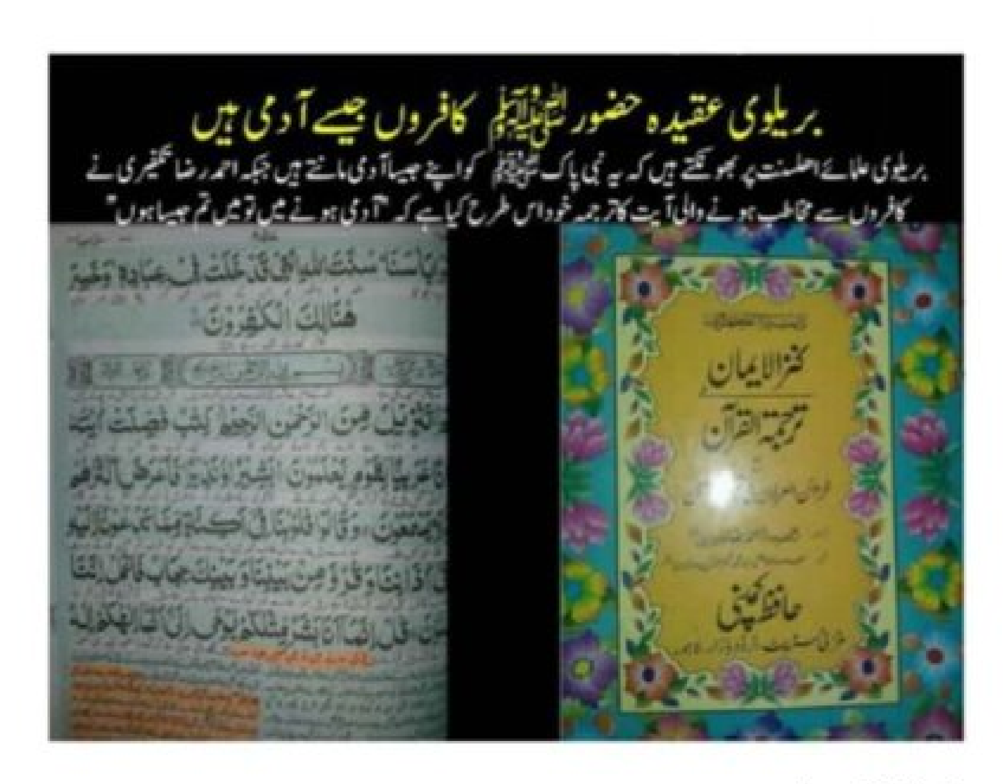
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اُس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت وجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

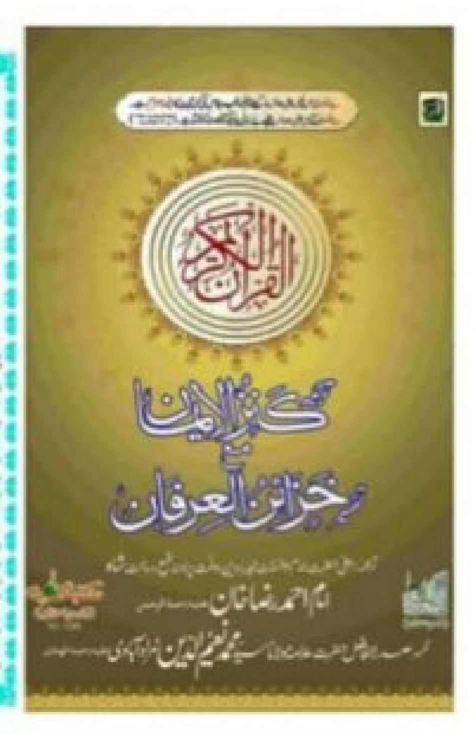
اللہم لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہٗ العالی فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب۔ یعنی نبی کہتے ہیں اُسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ




رشد الایمان


بریلوی عقیدہ حضور ﷺ کافروں جیسے آدمی ہیں
بریلوی علمائے اہلسنت پر بھونکتے ہیں کہ یہ نبی پاک ﷺ کو اپنے جیسا آدمی مانتے ہیں جبکہ احمد رضا تکفیری نے
کافروں سے مخاطب ہونے والی آیت کا ترجمہ خود اس طرح کیا ہے کہ "آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں"
کنز الایمان
ترجمۃ القرآن

في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما
كانوا يكذبون ۝ واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا
انما نحن مصلحون ۝ الا انهم هم المفسدون ولكن لا
يشعرون ۝ واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن
كما امن السفهاء الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون ۝



حضور ﷺ گندی مٹی سے پیدا ہوئے معاذ اللہ

رضاخانیوں کا گندہ عقیدہ

رضاخانی حکیم الامت احمد یار گجراتی لکھتا ہے کہ:

خاک عاجز اور کمزور مخلوق ہے کہ اس پر گندگی وغیرہ رہتی ہے۔۔۔اس پر گناہ وغیرہ ہوتے ہیں۔۔۔اسی سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو پیدا کیا۔

(معلم تقریر، ص ۹۳: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

93

معلم تقریر

مصنف

مکتبہ اسلامیہ

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ۬ بِمَا

ان کے دلوں میں بیماری ہے فـ۱۷ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ

كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا

ان کے جھوٹ کا فـ۱۸ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو فـ۱۹ تو کہتے ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا

ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں

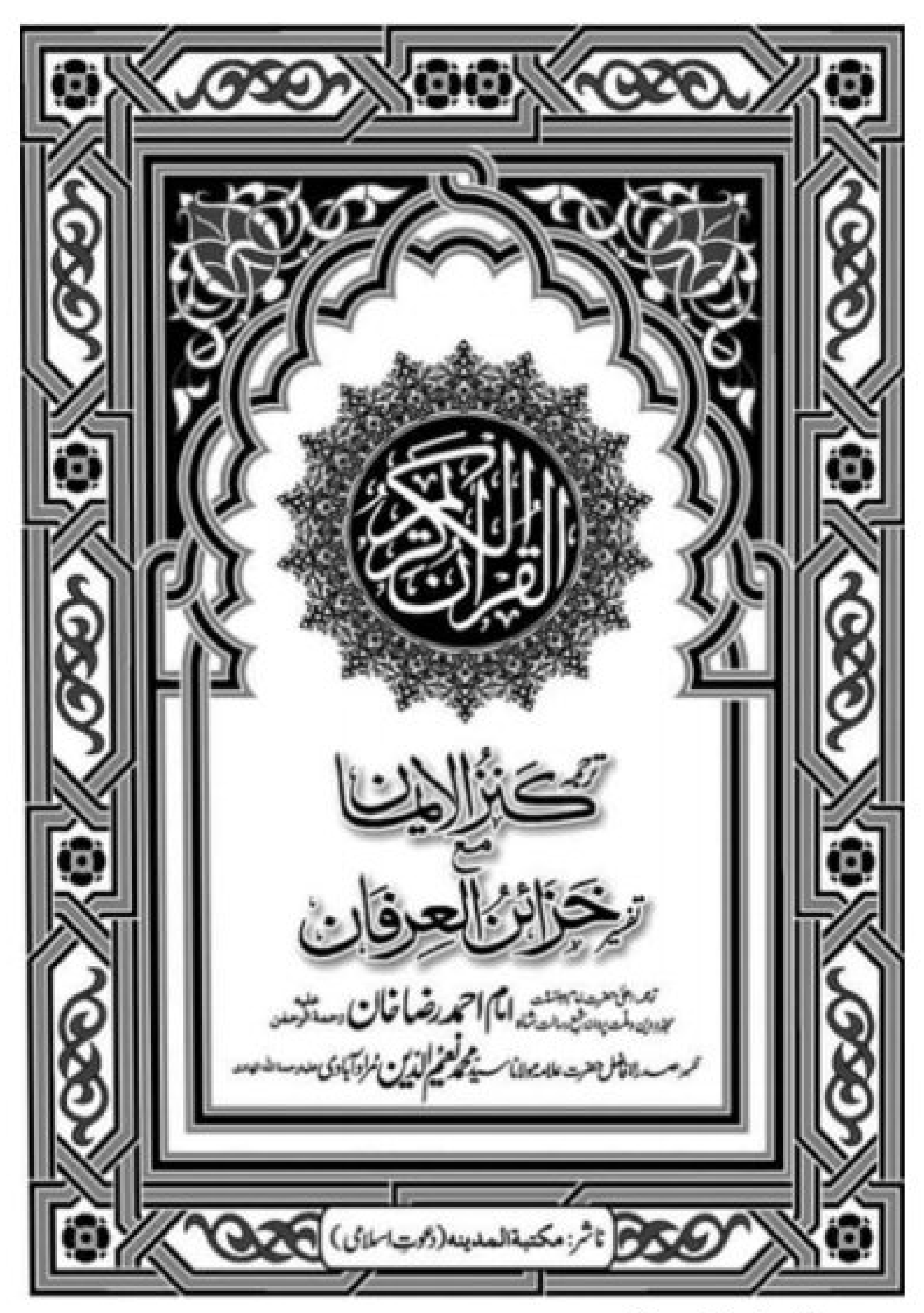
یَشْعُرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں فـ۲۰ تو کہیں کیا ہم

كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں فـ۲۱ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں فـ۲۲

انبیاء کرام کے اثر کھینچنے والوں کو فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا کلمہ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا "مِنْ اَنْفُسِهِمْ" سے سامعین کو تعجب دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں۔ فـ۱۶ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و خفیات کا جاننے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مؤمنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقیہ بڑا عیب ہے جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے تقیہ والے کا حال قابل اعتماد نہیں ہوتا توبہ ناقابل اطمینان ہوتی ہے اس لیے علماء نے فرمایا "لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِیْقِ" (زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ فـ۱۷ بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مرتب ہوتا ہے۔ فـ۱۹ مسئلہ: کفار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مداہنت (باوجود قدرت انہیں باطل سے نہ روکنا) اور اہل باطل کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لیے صلح کل بن جانا اور اظہار حق سے باز رہنا شان منافق اور حرام ہے اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کرلیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہوگئے اسلام میں اس کی ممانعت ہے، ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔ فـ۲۰ یہاں "اَلنَّاسُ" سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مؤمنین کیونکہ خدا شناسی فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ مسئلہ: "اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ" (ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں) سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اتباع ہے۔ مسئلہ: باقی تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں لہذا گمراہ ہیں۔ مسئلہ: بعض علماء نے اس آیت کو "زندیق" کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ (بیضاوی) "زندیق" وہ ہے جو نبوت کا مقر ہو (اقرار کرتا ہو) شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں یہ بھی منافقوں میں داخل ہے۔ فـ۲۱ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے۔ آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت سے صحابہ کو، خوارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کو، غیر مقلد ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، وہابیہ کثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو، مرزائی انبیاء سابقین تک کو، چکڑالوی صحابہ و محدثین کو، نیچری تمام اکابر دین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دیندار عالموں کے لیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔ (مدارک) فـ۲۲ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مؤمن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے "اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا"



Scanned by CamScanner

وزیر بھی شاہی خادم ہے اور سپاہی بھی۔ مگر وزیر سے بادشاہ کی شان کا ظہور اور شاہی نوکری سے سپاہی کی عزت

(۴) شمائل ترمذی میں حضرت صدیقہ کی روایت ہے کہ فرماتی ہیں کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشروں میں سے ایک بشر تھے۔ اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عائشہ صدیقہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمانا چاہا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ کیا میری دختر آپ کو حلال ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا اور صدیق نے اپنے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھائی بتایا

جواب۔ بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنا حرام ہے۔ عقیدہ ... یا دریافت مسائل کے اور احکام ہیں۔ حضرت صدیقہ ...

سے پہلے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یعنی حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں
اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کردیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے
چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کردیں۔

دیکھو اپنے والدین ماجدین کو ان کے انتقال کے بعد زندہ فرما کر اسلام سے مشرف
فرما دیا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا اور اس کی تحقیق حضرت امام جلال الدین سیوطی اور
علامہ شامی نے خوب فرمائی ہے۔ اور ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار
کیا اور خاطر ہوا۔ پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر عاجزی کرتا ہوا حاضر ہوا۔ مگر حضور نے قبول نہ کی پھر
حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور ہوئی پھر زمانہ فاروقی
[illegible]

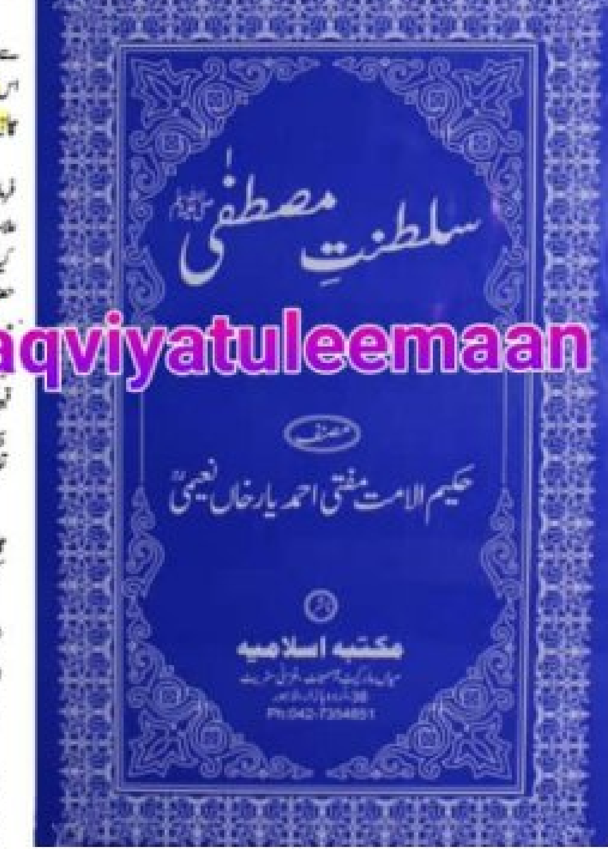
قبول کریں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

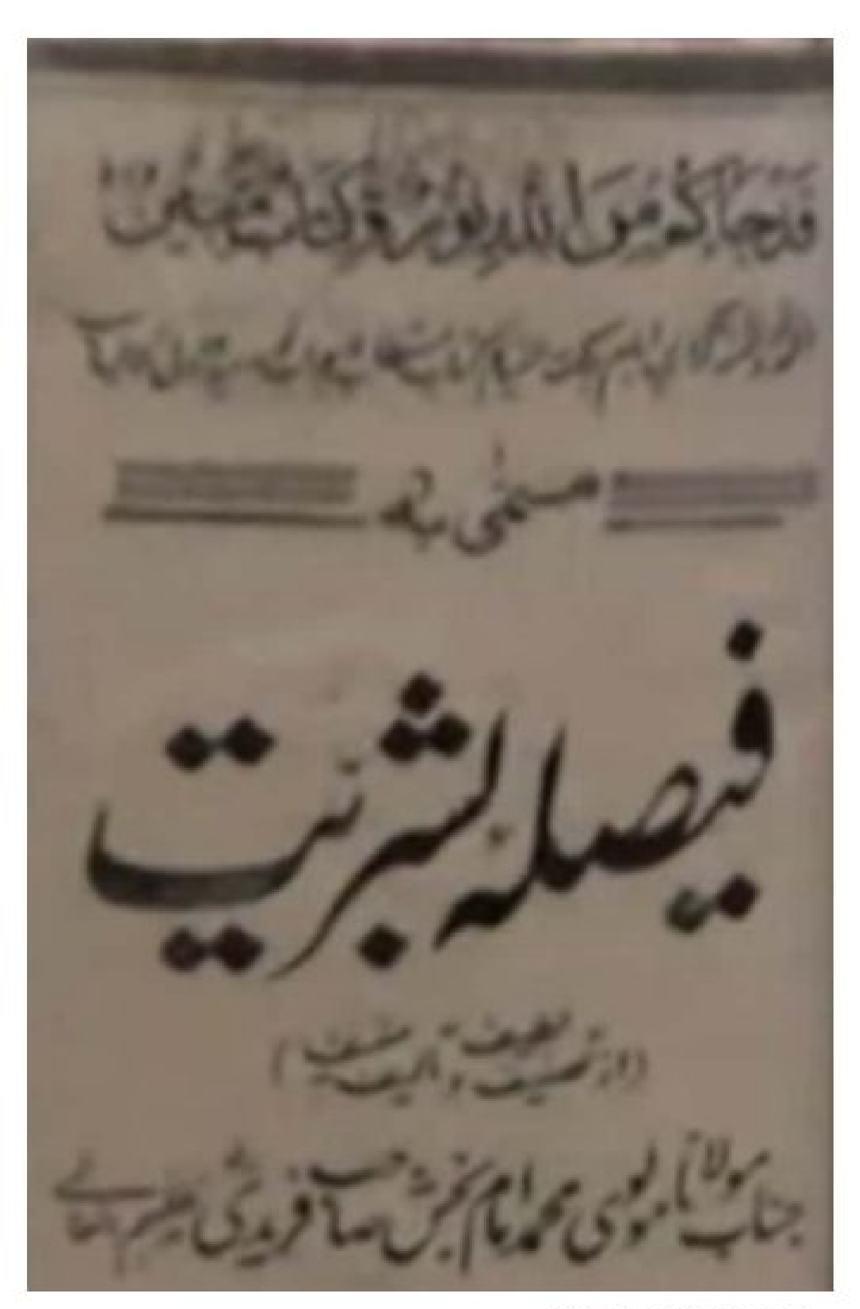
وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ دیکھو
تفسیر کبیر اور روح البیان اسی آیت کی تفسیر

غور کرو ابھی ثعلبہ زندہ تھا۔ ظاہر میں اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوا تھا
چاہئے تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو جاتی۔ مگر چونکہ مصطفیٰ کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند
کردیا تو بند ہی رہا۔ اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حلیم کے غضب سے خدا کی پناہ۔

(۳) دستور یہ ہے کہ اپنی چیز کا پیارا مالک ہوتا ہے کیونکہ محبوب و محب میں
نہیں میرا تیرا اور حضور تو رب کے ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی غلامی کرے۔ وہ بھی
اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ لہٰذا رب کی ہر چیز محبوب کی
ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔

(۴) حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی کتاب الزکوٰۃ۔ کیوں
فرض نہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ تمام عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں
حضور کے لونڈی غلام ہیں اور اپنے غلام اور لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے لہٰذا حضور کسی
[illegible]





قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

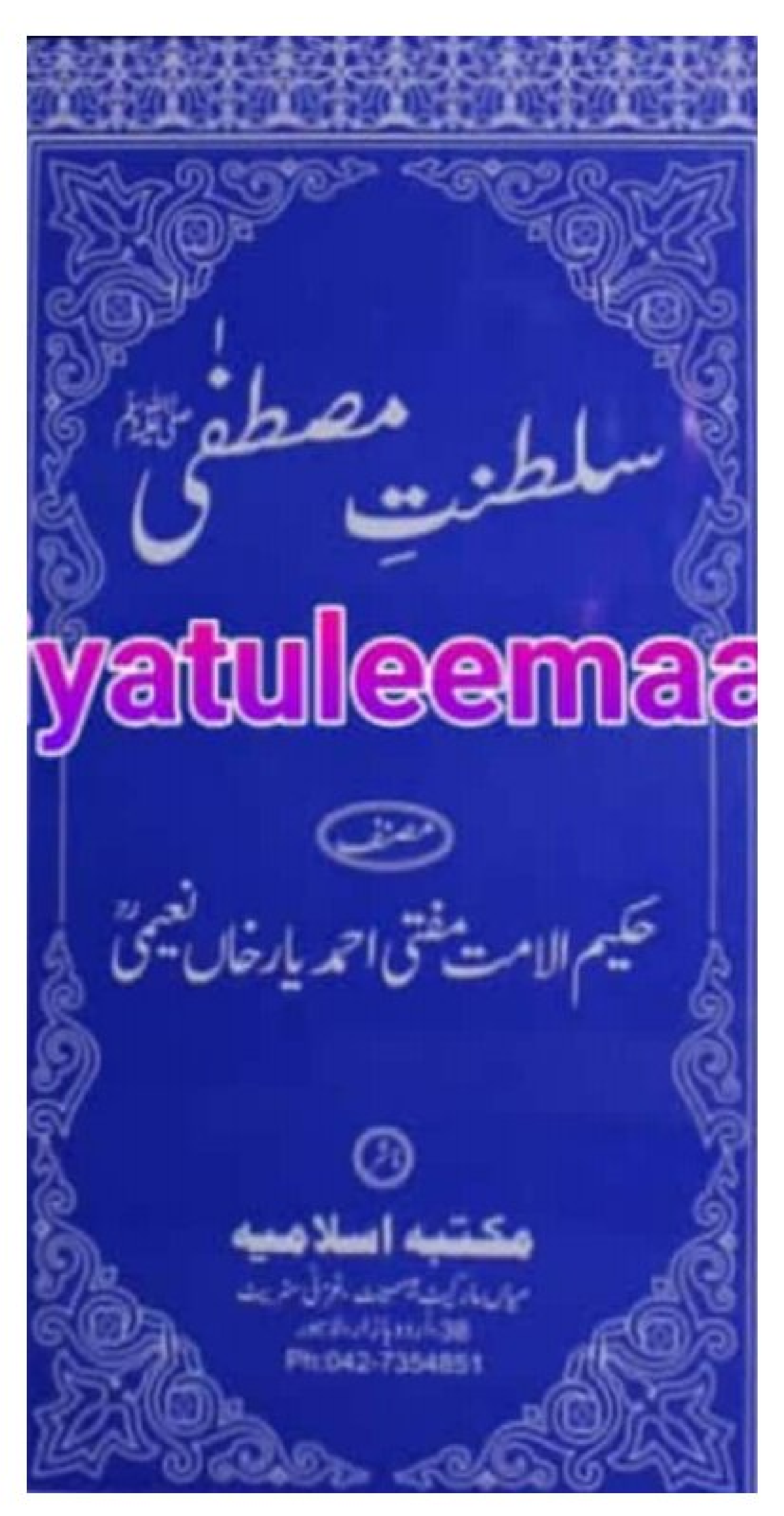
مسمّیٰ بہ

فیصلہ شریعت

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ میں تردید مذکور

ان دونوں دعووں کی اس پاک کلام میں تردید
کی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ کیوں کہ فرمایا ہے کہ بندہ یا رسول اللہ بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں
مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میرے پہلے دعوے کی تردید یوں ہوئی کہ بشریت اور
رسالت یہ دو صفتیں آپس میں منافی نہیں ایک موصوف میں جمع ہو سکتی ہیں ان کے پہلے دعوی
کی تردید بطریق قلب ما ثابت ہوئی چوں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری
میں ظاہر ان کافروں کے بمثل تھے اس واسطے بشر ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور دوسرے دعوے
کی تردید یوں بیان فرمائی کہ بجائے کلمہ الا کے کلمہ انما کا جو [illegible] کے معنے کو ادا کرتا ہے لایا ہے
کا قانون ہے کہ قصر کلمہ انما کے بعد کے کلام کی جزو اخیر پر ہوتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں درحقیقت
رسالت پر مقصور ہوں یعنی بندہ رسول بشریت حقیقی مجھ میں نہیں اب دوسرے دعوے کی بھی تردید
[illegible] کافر کہتے تھے کہ تم بشریت پر مقصور ہو رسالت تم میں نہیں


سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ
yatuleemaa
مصنف
حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی
ناشر
مکتبہ اسلامیہ
Ph:042-7354851

سے پہلے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں
اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے
چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔

دیکھو اپنے والدین ماجدین کو ان کے انتقال کے بعد زندہ فرما کر اسلام سے مشرف
فرما دیا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا اور اس کی تحقیق حضرت امام جلال الدین سیوطی اور
علامہ شامی نے خوب فرمائی ہے۔ اور ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار
کیا تو ناگوار خاطر ہوا۔ پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر عاجزی کرتا ہوا حاضر ہوا۔ مگر منظور نہ ہوئی پھر
حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور ہوئی پھر زمانہ فاروقی

قبول کر لیں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ دیکھو
تفسیر کبیر اور روح البیان اسی آیت کی تفسیر

غور کرو ابھی ثعلبہ زندہ تھا۔ ظاہر میں اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوا تھا
چاہئے تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو جاتی۔ مگر چونکہ مصطفے کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند
کر دیا تو بند ہی رہا۔ اختیار مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم۔ حلیم کے غضب سے خدا کی پناہ۔

(۳) دستور یہ ہے کہ اپنی چیز کا اپنا پیارا مالک ہوتا ہے کیونکہ محبوب و محب میں
نہیں میرا تیرا اور حضور تو رب کے ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی غلامی کر لے۔ وہ بھی
اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۔ لہٰذا رب کی ہر چیز محبوب کی
ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۔

(۴) حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی کتاب زکوٰۃ۔ کیوں
فرض نہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ تمام عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں
حضور کے لونڈی غلام ہیں اور اپنے غلام اور لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے لہٰذا حضور کسی
کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے کیونکہ لہٰذا کوئی نہیں۔ مصرف نہ ملنے کی وجہ سے آپ پر

پیاس بجھائے نہ چاہیے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے کس قہر کی تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا کوئی پاس نہ جا سکتا تھا گوپھن میں رکھکر پھینکا جب آگ کے مقابل پہنچے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر ہوئے اور عرض کی ابراہیم کچھ حاجت ہے۔ فرمایا ہے۔ مگر نہ تم سے۔ عرض کی پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے فرمایا عِلْمُهٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست ارشاد ہوا یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر اس ارشاد کو سُن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہو گئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اُس کے ساتھ وَسَلٰمًا کا لفظ نہ فرمایا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی ہیکہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔

عقائد متعلقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اُسے کافر نہ کر دے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکلے اور ہلاک ہو جائے **عقیدہ** نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملٰئکہ میں بھی رسول ہیں **عقیدہ** انبیا سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت **عقیدہ** اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے **عقیدہ** نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ **عقیدہ** بہت سے نبیوں پر اللہ تعالےٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں

چہرہ پاک کی زیارت کرتے ہی حضور کی حقانیت کی تصدیق کر دی ۔ پھر وہ نبی اکیلے نہ آئے
بلکہ ان پر کھلی ہوئی روشنی یعنے قرآن کریم اتارا گیا، قرآن کے ذریعہ حضور کو پہچان لو ۔ اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے رب تعالےٰ کو جان لو ۔ یا اے لوگو! تم میں وہ نبی تشریف
لائے جو علماء کے لئے برہان ہیں، اور بے علم لوگوں کے لئے نور ہیں ۔ اہل علم تو علمی دلائل سے
ان کے احوال میں غور کریں جتنا غور کریں گے اتنا ان کا یقین بڑھے گا ۔ اور عام لوگ ان کو
ظاہر ظہور دیکھ کر دل کو تسلی دیں، یا انسان جسے رب تعالیٰ نے عقل دی ہے اس کے لئے
برہان ہیں ۔ اور دیگر مخلوقات جو عقل سے خالی ہیں ۔ ان کے لئے حضور نور ہیں ۔ اسی لئے
حضور کو انسان، جانور، جنات بلکہ زمین و آسمان، چاند، تارے سب ہی پہچانتے ہیں ۔
صلی اللہ تعالےٰ علےٰ خَیرِ خَلقِہٖ سیّدِنا و مولانا محمّدٍ وّ اٰلِہٖ و اَصحابِہٖ و بارک وسلم

وعظ نمبر ۴۴

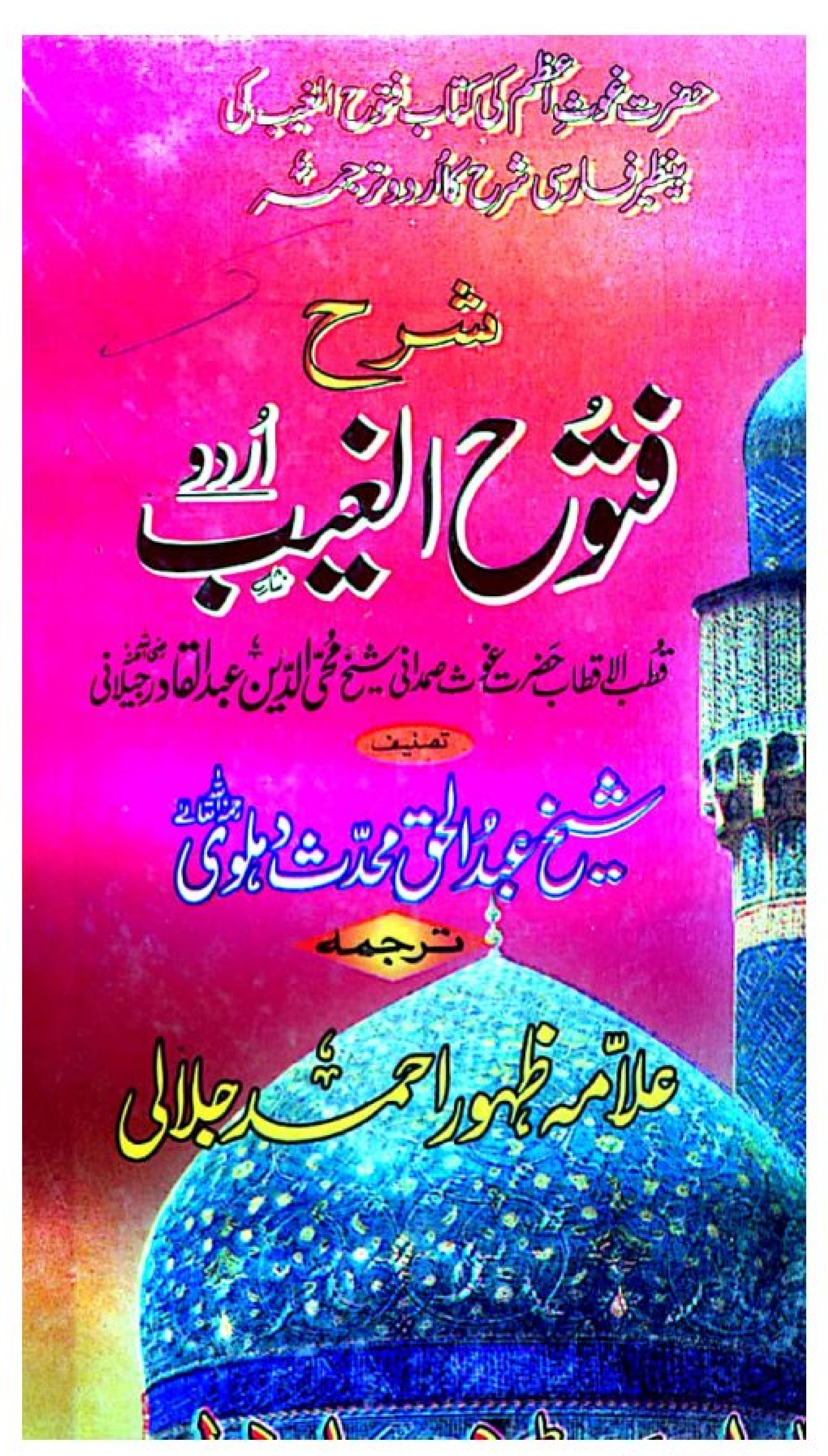
اسلام مکمل

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ	١٩	النمل	٥٤٦
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا الخ	٢٢	فاطر	٦٣٤
اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	١٩	الشعرآء	٥٤٣
فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	١٧	الانبیآء	٤٦٧
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	٣	البقرۃ	٦٧

انبیاء کرام کو بشر کہنا طریقۂ کفار ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	[illegible]	الحجر	٣٨١
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	[illegible]	المؤمنون	٤٩٨
وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	١٨	〃	٤٩٨
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	٢٢	یٰسٓ	٦٣٩
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	٢٨	التغابن	٨٠٧

رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے


حضرت غوث اعظم کی کتاب فتوح الغیب کی
بے نظیر فارسی شرح کا اردو ترجمہ
شرح
فتوح الغیب اردو
قطب الاقطاب حضرت غوث صمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
تصنیف
شیخ عبدالحق محدث دہلوی
ترجمہ
علامہ ظہور احمد جلالی

۱۲۔ ولایت ظلِ نبوت ہے اور مقام غوث اعظم رضی اللہ عنہ

واضح ہو کر یہ کلام حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے مرتبۂ جَوَامِعَ الْکَلِمِ "مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں" کی نورانیت کا عکس اور پرتو ہیں۔ ان کلمات میں ہر جملہ جامع، راہ قرب و وصل کے سالکین کے لیے دستور العمل اور قاعدہ کلیہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ولایت ظلِ نبوت ہے تو جو چیز اصل میں موجود ہو گی وہ ظل میں بھی ظاہر ہو گی۔ خصوصاً حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت، کبریٰ جو کہ حضرت سید المرسلین علیہ السلام کی ذاتِ نبوت کا عکس تام ہے اور آپ کے آفتابِ کمال کا لازوال نور ہے۔ حضرت غوث اعظم نے جو فرمایا ہے وہ زبانِ نبوت کا کلام ہے جو کہ صدیقین کا منصب و مقام ہے۔

کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ۔ کلامِ امام۔ امامِ کلام۔

ذرا اس بات کا اندازہ تو کرو کہ جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے باطنی تصرف اور جاہ و جلال کے ساتھ ملک الموت کی پوشیدہ ہستیوں کی موجودگی میں حاضرینِ محفل کے سامنے یہ کلمات ارشاد فرما رہے ہوں گے۔ تو کس قدر ان کے قلوب میں انجذاب و نورانیت پیدا ہو رہی ہو گی اور کتنے مُردہ جسموں میں جان آگئی ہو گی اور دیدارِ الٰہی کے شوق میں کتنے ہی جان فدا کرنے والوں کے جنازے اُٹھائے گئے ہوں گے۔ بلکہ حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہو گئے ہوں گے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

ے (۱) اے لفظِ خوش تو موج دریائے کمال
عالم ز جواھرِ سخنت مالا مال

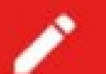
ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے کس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں'' ایک روایت میں اس طرح ہے ''میں تو ظاہری فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عزوجل مالک ہے''۔ اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہٰذا میں نے جس کے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے''۔ اور یہ کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔ اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا: ''اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا''۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ''اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر اور شواہد اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل و شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ عزوجل نے آپ کو مطلع فرمایا اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد اللہ

اخبرنی عن اول شیٔ خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء، قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد الله تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی

میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا، اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالے نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالے نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگانِ حاملِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر

ومن الثالث باقی الملائکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السمٰوات ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة و النار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحدیث بطوله۔

چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔



یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بوجوہ روایت کی ، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرٰی اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا[1] میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں ، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی ، کما بیّنّاہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں ،

قد خلق کل شیئ من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح[2]۔

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنی ، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۱ و ۷۲
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ " " دارالمعرفۃ " ۱/ ۴۶ و ۴۷
تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم مؤسسۃ شعبان ۱/ ۱۹ و ۲۰
مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۲۱
مدارج النبوۃ قسم دوم باب اول " " " ۲/ ۲
[2] الحدیقۃ الندیۃ المبحث الثانی " " " ۲/ ۳۷۵



قد قال الاشعری انه تعالٰی نور لیس کالانوار والروح النبویة القدسیة لمعة من نورہ والملٰئکة شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ مما فی معناہ۔[1]

یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نُور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رُوحِ پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۹: از ٹانڈہ ضلع مراد آباد مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پیپسانوی ۱۴ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرطِ صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاکِ ذات سے ہُوا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کرلینے کے ہُوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو بُرا نہیں جانتا، اس میں چون وچرا بیجا ہے۔ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

---

[1] مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

صلاتُ الصفاء فی نُورالمصطفےٰ

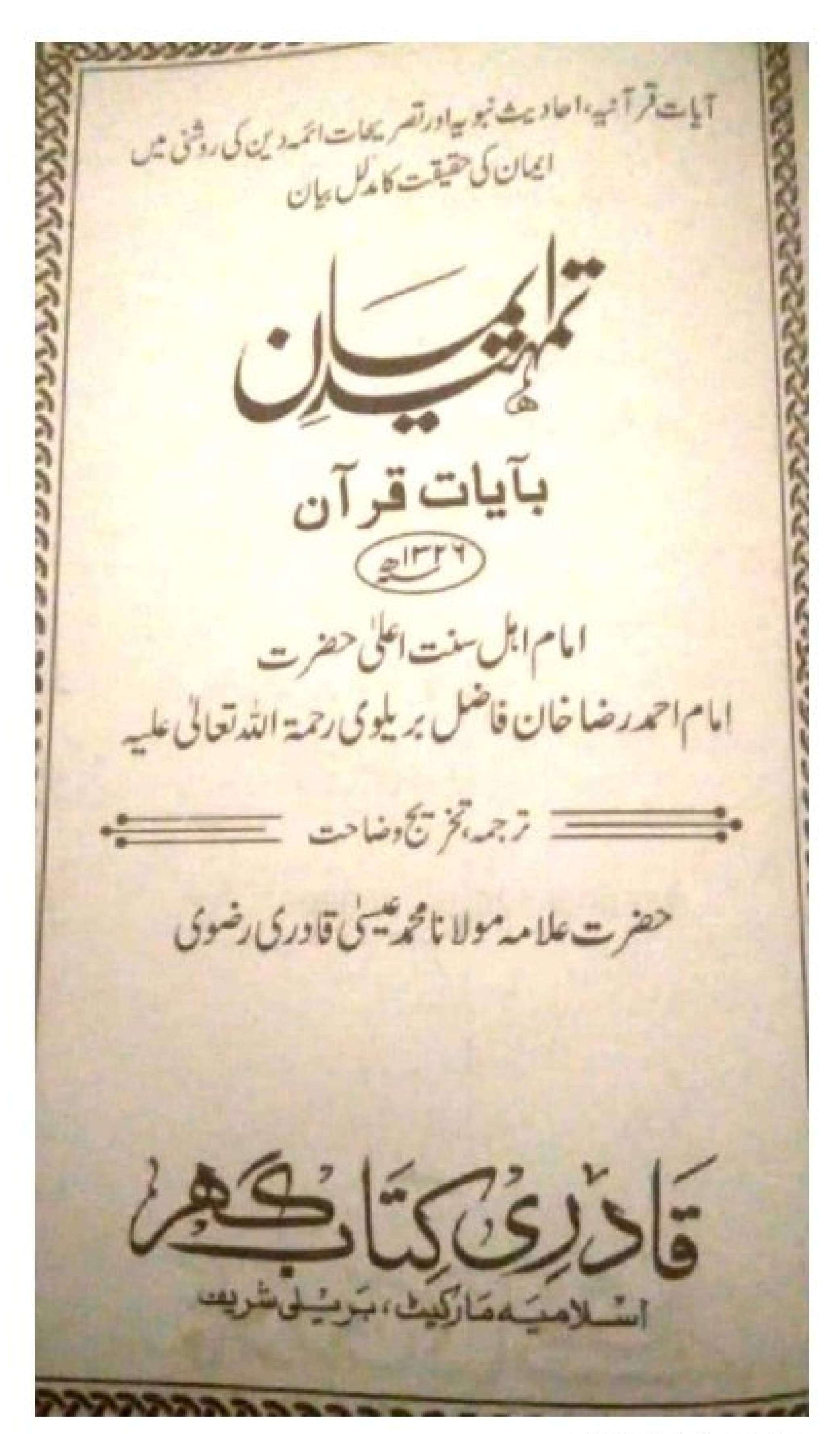
۱۳۲۹ھ

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ





آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور تصریحات ائمہ دین کی روشنی میں
ایمان کی حقیقت کا مدلل بیان

تمہید ایمان

بآیات قرآن

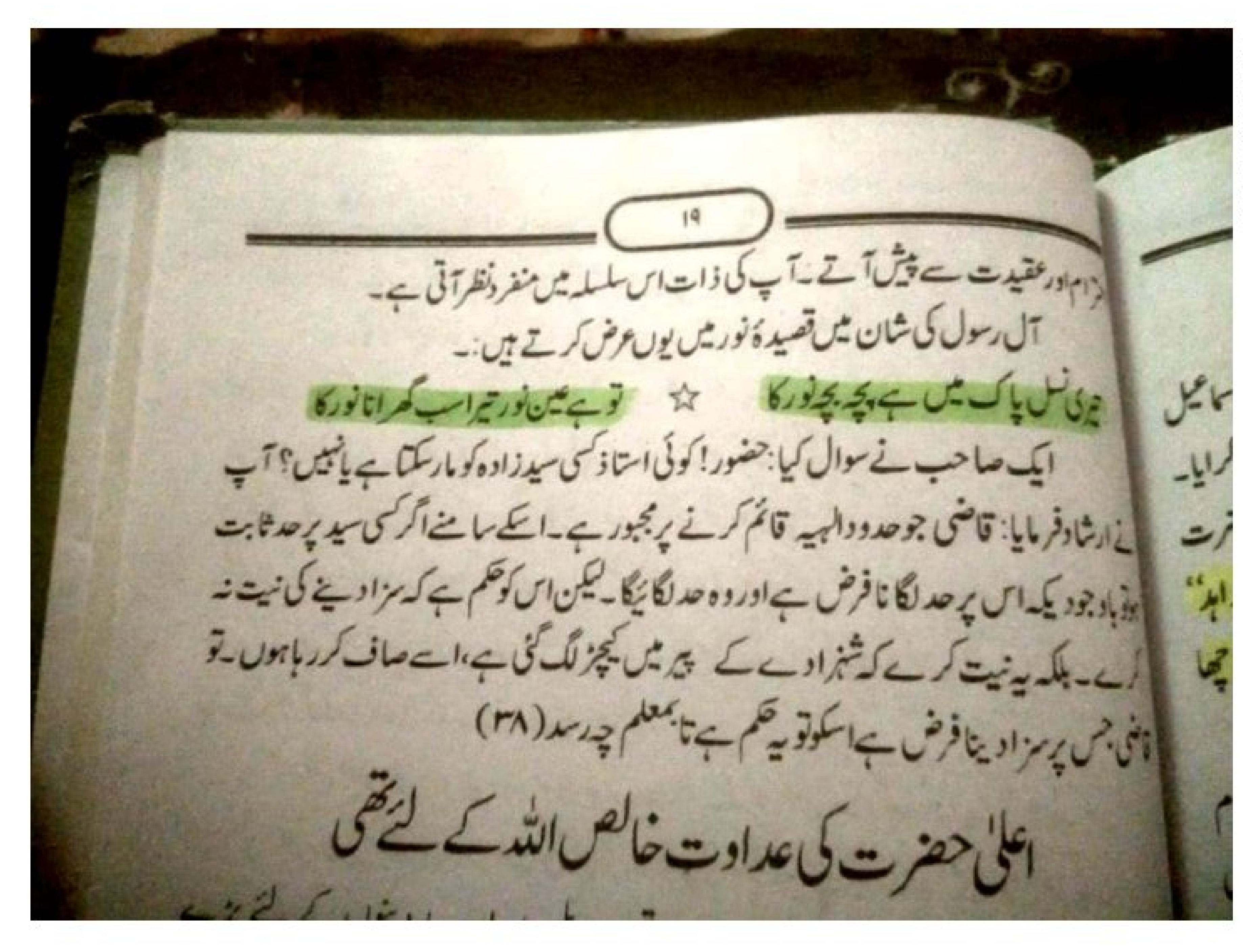
۱۳۲۶ھ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ، تخریج وضاحت

حضرت علامہ مولانا محمد عیسیٰ قادری رضوی

قادری کتاب گھر
اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف



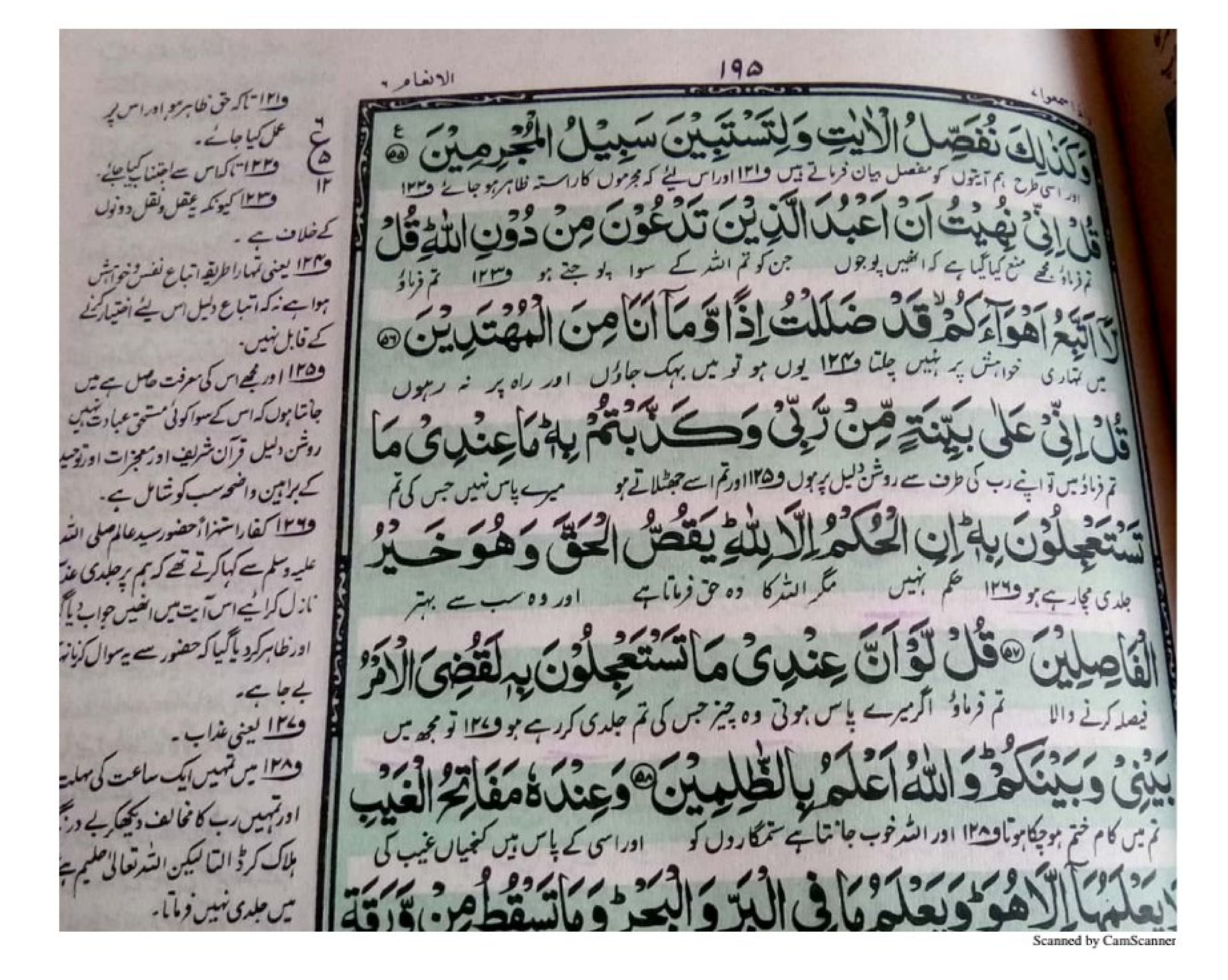
...رام اور عقیدت سے پیش آتے۔ آپ کی ذات اس سلسلہ میں منفرد نظر آتی ہے۔

آل رسول کی شان میں قصیدۂ نور میں یوں عرض کرتے ہیں:۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ☆ تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

ایک صاحب نے سوال کیا: حضور! کوئی استاذ کسی سیدزادہ کو مار سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قاضی جو حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے۔ اسکے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہو تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائیگا۔ لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے۔ بلکہ یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے، اسے صاف کر رہا ہوں۔ تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اسکو تو یہ حکم ہے تا بمعلم چہ رسد (۳۸)

اعلیٰ حضرت کی عداوت خالص اللہ کے لئے تھی



وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝٥٥

اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں ف۱۲۱ اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے ف۱۲۲

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۱۲۳ تم فرماؤ

لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝٥٦

میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ف۱۲۴ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا

تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ف۱۲۵ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

جلدی مچا رہے ہو ف۱۲۶ حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر

الْفٰصِلِيْنَ ۝٥٧ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو ف۱۲۷ تو مجھ میں

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٥٨ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ف۱۲۸ اور اللہ خوب جانتا ہے ستمگاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی

لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ

ع ٥ ١٢

ف۱۲۱ تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے۔

ف۱۲۲ تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

ف۱۲۳ کیونکہ یہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

ف۱۲۴ یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔

ف۱۲۵ اور مجھے اس کی معرفت حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں یہ روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہین واضحہ سب کو شامل ہے۔

ف۱۲۶ کفار استہزاءً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر جلدی عذاب نازل کرائیے اس آیت میں انہیں جواب دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ حضور سے یہ سوال کرنا بے جا ہے۔

ف۱۲۷ یعنی عذاب۔

ف۱۲۸ میں تمہیں ایک ساعت کی مہلت [illegible] اور تمہیں رب کا مخالف دیکھ کر بے درنگ ہلاک کر ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ حلیم ہے [illegible] میں جلدی نہیں فرماتا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

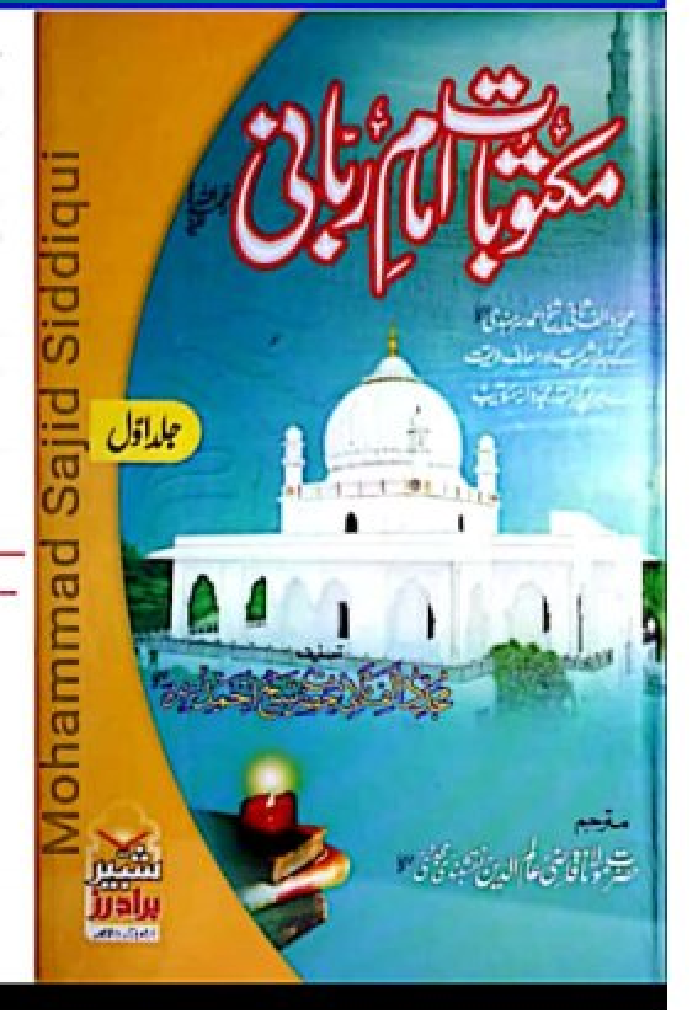
انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے.

جس میں وہ بھی، روشنی اور انجلا نہیں ہے زیادہ ہے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ دونوں آئینے برابر ہیں اور ان میں کسی قسم کی زیادت اور نقصان نہیں ہے۔ فرق صرف انجلا اور نورانیت میں ہے جو ان دونوں آئینوں کی صفات ہیں۔ پس دوسرے شخص کی نظر صائب ہے اور حقیقت تک نافذ ہے اور شخص اول کی نظر کوتاہ ہے اور صفت سے گزر کر ذات تک نہیں پہنچتی ہے۔ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت پ ۲۸ ع ۲ — اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو بلند کرتا ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ لوگ صاحب درجات بلند ہیں۔

اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو توفیق بخشی مخالفوں کے وہ سب اعتراض جو انہوں نے ایمان کے کم و بیش نہ ہونے پر کئے ہیں زائل ہو گئے اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایمان کی طرح نہ ہوا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ایمان جو کامل طور پر تجلی اور نورانی ہے۔ عام مومنوں کے ایمان سے جو مومنوں کے درجوں کے اختلاف کے موجب بہت ہی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان جو وزن میں اس امت کے ایمان سے زیادہ ہے۔ انجلا اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہیے اور زیادت کو صفات کاملہ کی طرف راجع کرنا چاہیے نہ کہ ذات کی طرف۔ دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں صفات کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج ہے اور اس نوع کے تفاضل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفس انسانیت میں زیادت اور نقصان کا کوئی دخل نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ انسانیت زیادت و نقصان کے قابل ہے۔ واللہ سبحانہ الملہم للصواب۔

اور نیز کہتے ہیں کہ تصدیق ایمانی سے مراد بعض کے نزدیک تصدیق منطقی ہے۔ جو ظن اور یقین کو شامل ہے۔ اس تقدیر پر نفس ایمان میں زیادت اور نقصان کی گنجائش ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس جگہ تصدیق سے مراد دلی یقین اور اذعان ہے نہ کہ معنی عام جو ظن کو بھی شامل ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انا مؤمن حقًا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حقیقت ان میں نزاع لفظی ہے لیکن مذہب اول باعتبار ایمان حال کے ہے اور مذہب ثانی باعتبار ایمان انجام اور عاقبت ہے لیکن صورت استثناء سے کنارہ کرنا بہتر اور مناسب ہے۔ کما لا یخفی علی المنصف جیسا کہ منصف آدمی پر مخفی نہیں ہے۔



پانچویں اس طرح کہ اس آیت میں ہے بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یہ نہیں ہے کہ اِنْسَانٌ مِّثْلُكُمْ۔ بشر کے معنے ہیں ذو بشرہ یعنی ظاہری چہرے مہرہ والا۔ بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو۔ تو معنے یہ ہوئے کہ میں ظاہر رنگ و روپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یُوحٰی اِلَیَّ ہم صاحب وحی ہیں۔ یہ گفتگو بھی فقط ظاہری طور پر ہے ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء مبارکہ سے کوئی نسبت نہیں۔ قدرت الٰہی تو دیکھو کہ منہ کا لعاب شریف کھاری کنوئیں میں پڑے پانی کو میٹھا کر دے۔ حدیبیہ کے خشک کنوئیں میں پڑ جاوے تو پانی پیدا کر دے۔ حضرت جابر کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا اور بوٹیاں بڑھا دے۔ آٹے میں پڑے تو آٹے میں برکت دے۔ صدیق کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دفع کرے۔ عبداللہ ابن عتیک کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں پہنچ کر ہڈی کو جوڑ دے۔ حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو کحل الجواہر کا کام دے۔ آج ہزار روپیہ کی دوا بھی اس قدر اثر نہیں رکھتی۔ اگر سر پاک سے قدم پاک تک ہر عضو شریف کی برکات دیکھنا ہیں تو ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمان کا مطالعہ کرو۔ ہمارے ہر عضو کا سایہ، حضور کے کسی عضو کا سایہ نہیں۔ پسینہ پاک میں مشک و عنبر سے بہتر خوشبو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چھٹے اس طرح کہ شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ جلد اول باب سوم وصل ازالہ شبہات میں فرماتے ہیں در حقیقت متشابہات اند علماء آں را معانی لائقہ تاویلات رائقہ کردہ با مخرج بجا ساختہ اند۔ یہ آیات حقیقت میں متشابہات ہیں کہ علماء نے ان کے مناسب معانی اور بہتر تاویلیں کر کے حق کی طرف پھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ وغیرہ آیات جو بظاہر شانِ خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں وہ متشابہات ہیں۔ اسی طرح اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفوی کے خلاف ہیں متشابہات ہیں لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔

ساتویں اس طرح کہ روزۂ وصال کے بارے میں حضور نے فرمایا اَيُّكُمْ مِثْلِيْ تم میں ہم جیسا کون ہے؟ بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں فرمایا لٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ لیکن ہم تمہاری طرح نہیں۔ صحابہ کرام نے بہت موقعوں پر فرمایا اَيُّنَا مِثْلُهٗ ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح کون ہے؟ احادیث تو فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے نہیں اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہی ہیں۔ ان میں مطابقت کرنا ضروری ہے۔ وہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آیت میں تاویل کی جاوے۔

آٹھویں اس طرح کہ تفسیر روح البیان سورۂ مریم میں كٓهٰيٰعٓصٓ کے ماتحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

فائدہ: اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص۵)

اول ما خلق اللہ نوری

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو بتلا دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (یعنی اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق (یعنی سب سے پہلے پیدا ہونا) ثابت ہوا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے [اور مشکوٰۃ میں شرح السنۃ سے بھی یہی حدیث مذکور ہے۔ نشر الطیب ص۵ [illegible]]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر کیوں ہے

بارہ ربیع الاول اور عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

بندے ہیں خدا۔ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ... من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی اور کفار کے عقیدے میں۔ واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا باذنی، باذن اللہ یعنی رب کا بندہ اور اس سے متعلق رہ کر تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] نیز فرماتا ہے۔ [illegible] اور فرماتا ہے۔ [illegible] اور فرماتا ہے۔ [illegible] ان سب آیات میں من دون بمعنی علیحدہ اور دور ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ معبودان باطلہ پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] نیز فرماتا ہے۔ [illegible] ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] اور فرماتا ہے۔ [illegible] یہاں دون سے مراد مقابل ہے اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے خواہ نبی ولی کی ہو یا کسی چیز کی۔ یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو بحالت ضلالت اچھے کام کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے اور دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی توہین بھی کفر ہے کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر نیک اعمال ضبط ہو جاتے ہیں رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے حضور سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کارآمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جاویں گے ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں۔ یا یہ کہ تولے تو جاویں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو خوارج کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے سب سے اونچا اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مسئلہ اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہو گی ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لینے رہتے ہیں جنت میں ایسا نہ ہو گا وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

قال الم ۱۶ — ۴۸۵ — الکھف ۱۸

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کون ہیں

اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ان کی جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں یہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا
اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ
تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے یہ ان کا بدلہ ہے جہنم

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ
اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
ان کی مہمانی ہے وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ

عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
چاہیں گے تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی

رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ
ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

منزل ۴

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم اس کی حکمت ہے۔ ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

قال الم ۱۶ — ۴۸۶ — مریم ۱۹

بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں

نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے، مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۲ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں۔ ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷ ۔ فردوس جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے۔ سب سے اونچا۔ اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مسئلہ: اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہوگی۔ ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸ ۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ پہنچتے رہتے ہیں۔ جنت میں ایسا نہ ہوگا۔ وہاں ہر جگہ اچھی ہوگی ۹ ۔ شان نزول: ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم اور اس کی حکمت ہے ۱۰ ۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

کسی کو شریک نہ کرے

آیاتہا ۹۸ — ۱۹ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ — رکوعاتہا ۶

سورہ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں [illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ

کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَ

کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور

كَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے

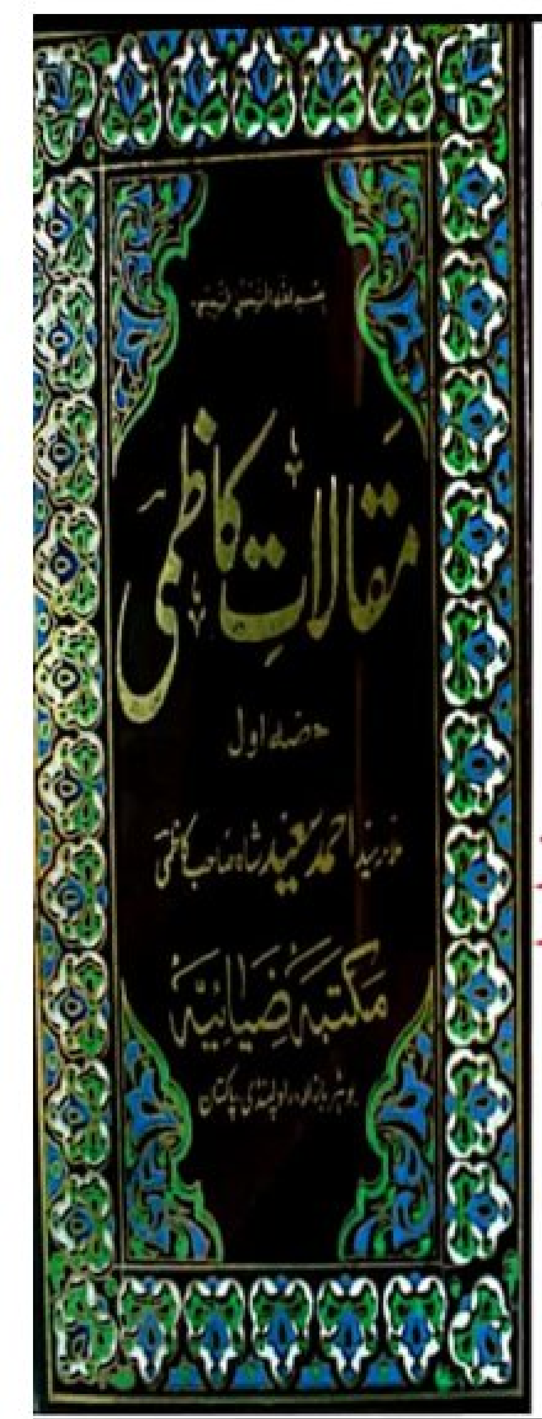
يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ۱۱ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب قلعی ہو اور دوسری جانب مصالحہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں، دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تا کہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تو انما بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔

۱ ۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں۔ جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ حقیقت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم، ضال، خطاوار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثل ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثل ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں۔ بے مثلیت کو یُوحیٰ اِلَیَّ نے بیان فرمایا ۲ ۔ یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہوگا ۳ ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی جمعہ میں ایک بار پوری سورہ کہف پڑھے تو ایک جمعہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۴ ۔ زکریا علیہ السلام، یحییٰ بن سلیمان بن داؤد علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک و صالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۵ ۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اس دعا کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۶ ۔ یعنی اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ کہ بڑھاپے کی کمزوری حد

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) کو پہنچ گئی ۷ ۔ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۸ ۔ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعا ہوتے ہیں، اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے



امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے امام ذی شان کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

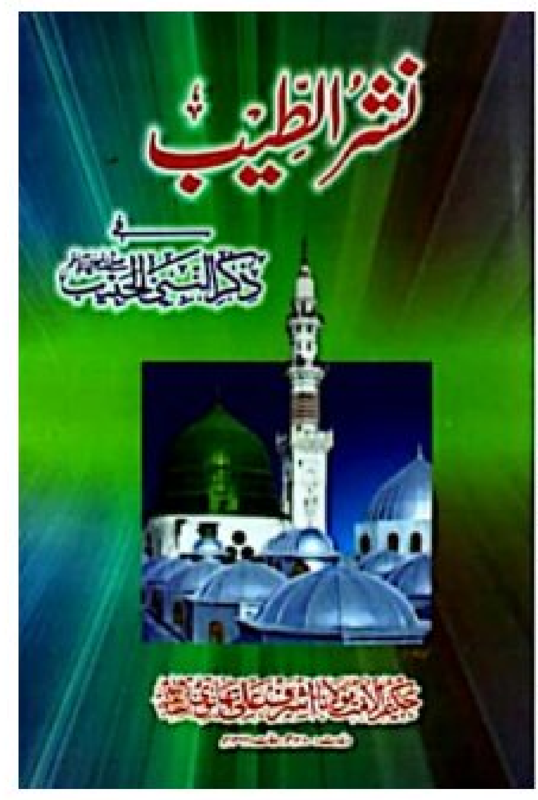
(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۱۰ جلد ۶)

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا ہے انہوں نے فرمایا نہیں۔ امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوۃ میں قدرے اختلاف کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء وغیرہ مما فی معناہ یعنی متقدمین اہلسنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا: در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲) حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کر کے اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے بحث ثانی از مبحث ثانی من آفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام میں اس حدیث کے متعلق الحدیث الصحیح فرمانا صحت حدیث کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد ہو رہے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو



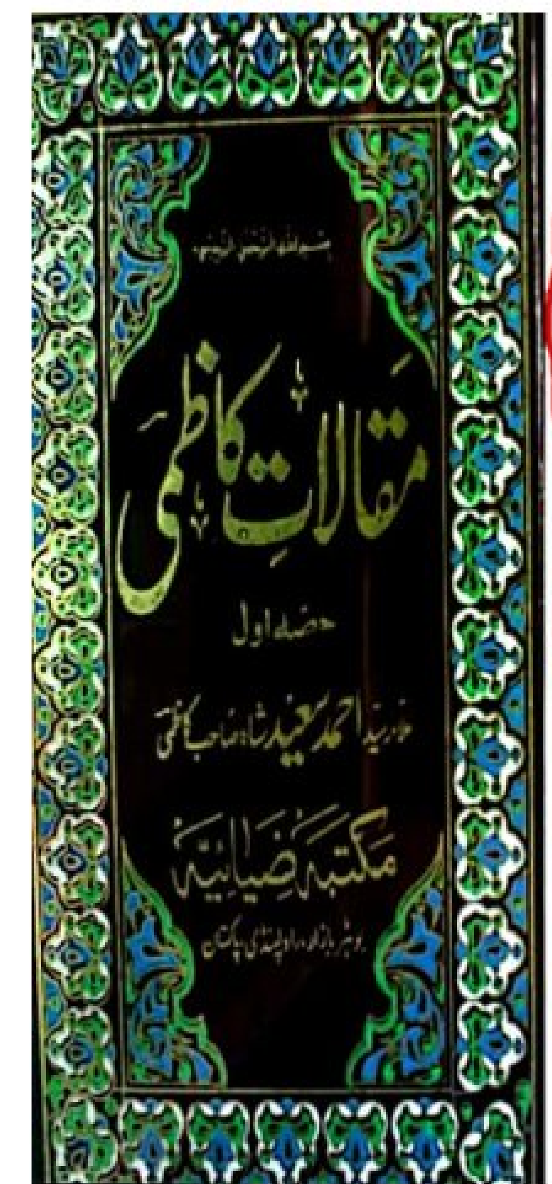
الفصول

فصل نمبر ۱

نور محمدی ﷺ کا بیان

پہلی روایت[1] : عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا اے جابر![2] اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش[3] آگے طویل حدیث ہے۔

ف : اس حدیث سے نور محمدی[4] کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

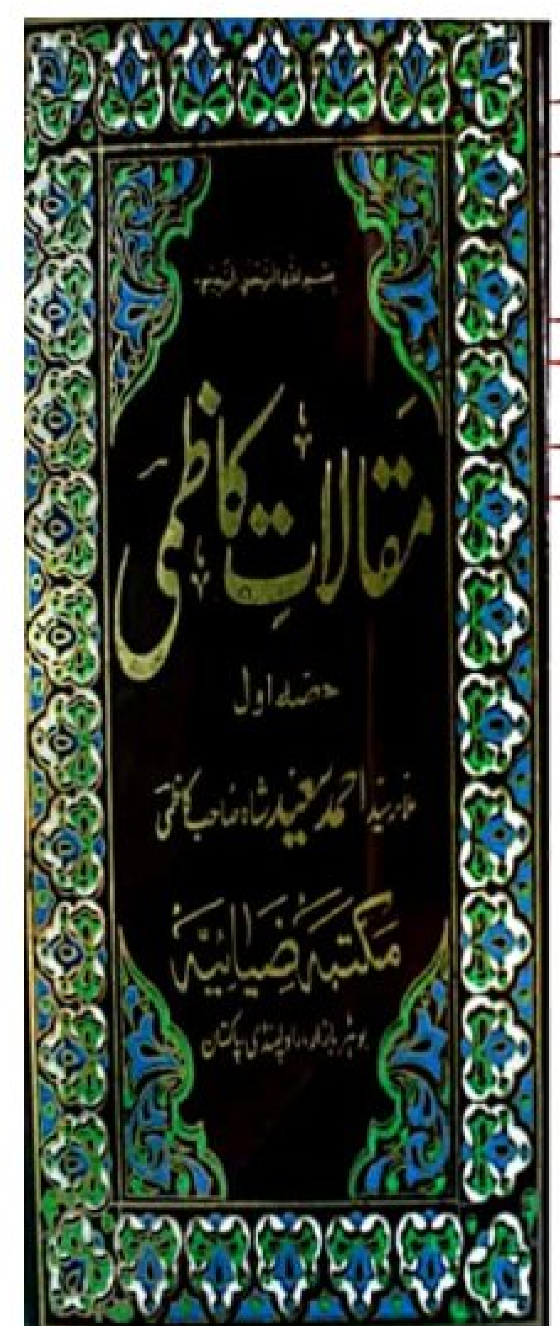


(۱) حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام عبد الرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الٰہی ہے، اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، الخ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹، سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶۔

یہ حدیث مصنف عبد الرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری اور امام زرقانی اور امام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ، مواہب اللدنیہ، مطالع المسرات، خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبد الرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے امام فن کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبد الرزاق قال لا



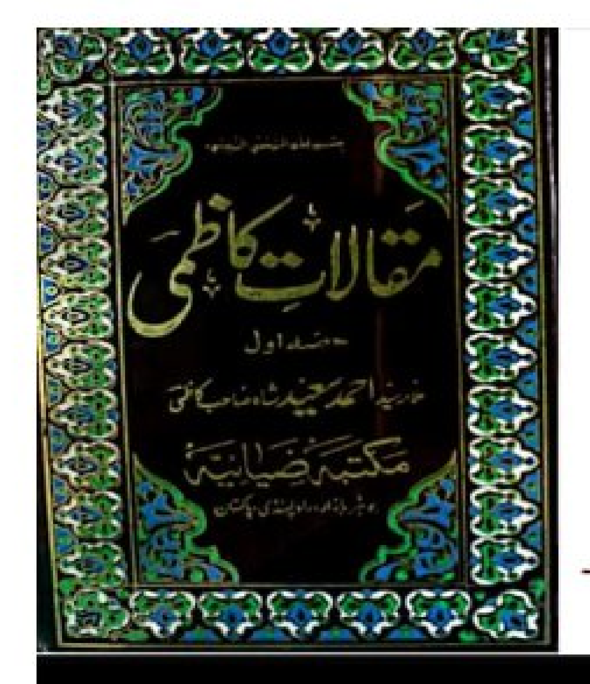
... مراد لیتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے زرقانی جلد اول صفحہ
حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو

اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور
علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ والعیاذ باللہ۔ یا حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ ہے
تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ
خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا مظہر اول تھی بغیر اس کے کہ ذات
خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے
لیے ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا البتہ سمجھنے اور سمجھانے کے لیے یہ
کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات
یا اس کی نورانیت و روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور
آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا
اور آئینہ محمدی کا نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح
ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں
ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے۔ نہ پہلے شیشے نے
آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی حقیقت یہ ہے کہ فیض
وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض پہنچا

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے موجود ہوئی
تو ناپاک خبیث اور قبیح اشیاء کی برائی اور قباحت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگی
جو حضور کی شدید توہین ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب وجود ہیں اور
کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کرتی ہے جس طرح ان ظاہری
آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی پر جمادات و نباتات اور کل حیوانات جواہر و اعیان اجسام
کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کو واضح کرتی ہیں اور کسی کی بھی برائی خباثت کا اثر
شعاعوں پر نہیں پڑتا کسی چیز کے اوصاف و حالات شعاعوں کے لیے قباحت یا نقصان کا موجب



(۷) روح البیان:

صاحب روح البیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلق ہونے کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

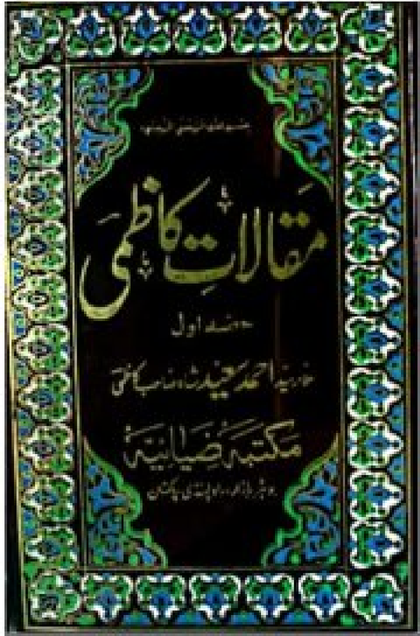
لما کان نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات کما فی الخبر اول ما خلق اللہ تعالیٰ نوری نبیاً شیئاً کان اباً۔ تفسیر روح البیان پ صفحہ ۹۰۔

ترجمہ: چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور سب سے پہلے مخلوق ہے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو الارواح ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب سے پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔

اس حدیث جابر کو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب کے صفحہ ۵ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۲) حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام احمد، بیہقی، حاکم نے حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ اور بے شک آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے یعنی ان کا ابھی پتلا بھی نہ بنا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث بروایت شرح السنۃ مذکور ہے۔ مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۶۔



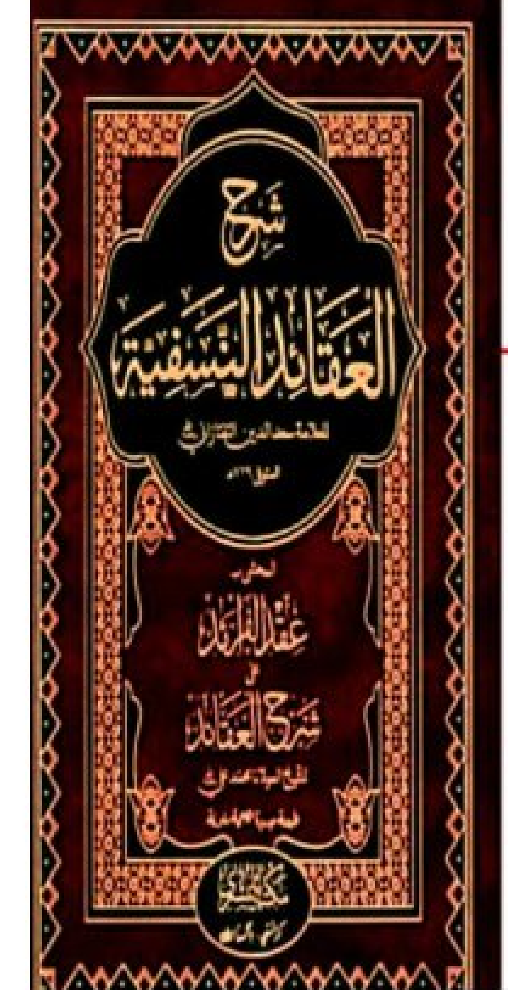
(۳) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نبوت کب ملی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وآدم بین الروح والجسد آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ان کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی، یہ روایت ترمذی شریف کی ہے اور علامہ ابو عیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، انہیں الفاظ میں حضرت میسرہ سے ایک حدیث مروی ہے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں یہ حدیث روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۶۔

(۴) حدیث حضرت امام زین العابدین علی بن حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد کریم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ ازالۃ الرشید۔ اس روایت میں خلق آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور کے نور

Scanned by CamScanner



الرابع: أنه لا تفرقة في العمومات الواردة في شريعة نبينا ﷺ بين الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل الواحد بالمتنافيين من الحظر والإباحة، أو الصحة والفساد، والوجوب وعدمه، وتمام تحقيق هذه الأدلة، والجواب عن تمسكات المخالفين يطلب من كتابنا "التلويح في شرح التنقيح".

[أفضلية رُسل البشر من رسل الملائكة]

ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر، وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة، أما تفضيل رسل الملائكة فبالإجماع بل بالضرورة، وأما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة، وعامة البشر على عامة الملائكة - فبوجوه:

فلو كان: حاصل الدليل: أن الأحكام الثابتة بالنصوص عامة لجميع الأشخاص، فالصلاة فرض على كل شخص، والخمر حرام على كل شخص، وهكذا سائر الأحكام المنصوصة، فينبغي أن يكون الاجتهاد أيضا عاما لجميع الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم أن يكون شرب المثلث حرام على كل شخص لفتوى الشافعي بها، ومباحا على كل شخص لفتوى الحنفي، فيلزم اتصاف شربه بالحرمة والإباحة معا، وهذا محال [النبراس: ٣٠٥، ٣٠٦] أو الصحة والفساد: فيلزم أن يكون صلاة العصر إذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى أهل الحديث، فاسدة لفتوى الحنفية [النبراس: ٣٠٦] والوجوب: فيلزم أن يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية، وسنة لفتوى الشافعية [النبراس: ٣٠٦]

وتمام التحقيق: تمسك المخالفون بأن كل مجتهد مصيب والحق متعدد بوجوه: منها: أنه لو كان الحق واحدا لزم التكليف بما لا يطاق؛ لأن المجتهد يكون مأمورا بطلب ما هو الحق عند الله سبحانه، وهو خفي لا يدرك، أجيب بأنا لا نسلم أنه مأمور بدركه، بل مأمور بالاجتهاد، ومنها: أن المصلين بتحري القبلة إلى جهات مختلفة، ولا يؤمرون بالإعادة بعد ظهور القبلة إجماعا، أجيب بأن الشارع جعل قبلة المتحري جهة تحريه، فقد روي أنه نزل في ذلك: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة: ١١٥) [النبراس: ٣٠٦] بل بالضرورة: قال بعض المحشين: أراد الضرورة الشرعية، أي لا يحتاج ثبوته إلى دليل في دين الإسلام [النبراس: ٣٠٦]

النبراس

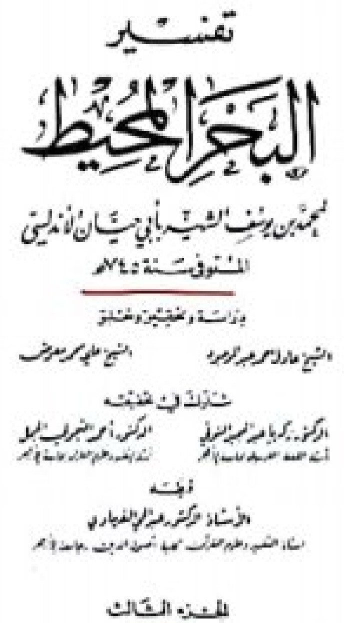
شرح

شرح العقائد

لجامع المعقول والمنقول ...

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

[illegible]



تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي

المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في التحقيق

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي — الدكتور أحمد النجولي الجمل

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران: ١٠٢ - المائدة: ٨١

النصر ، وقد تقدم في أوائل البقرة ، أنه قيل : سموا نصارى لأنهم من قرية بالشام ، تسمى ناصرة ، وقوله ، وهم الذين
قالوا المسيح نحن أنصار الله ، التقابل لقالت هم الحواريون ، وهو عند الزمخشري[1] أفضل ، وقد أوضح ذلك على وجهه في
آخر هذه السورة ، وهذا غيره هم مؤمنون ، ولم يتقلوا هم إلا المختلف من جاء بعدهم ، فلن يدعي تسميتهم . ﴿ فنسوا
حظاً مما ذكروا به ﴾ قال أبو عبد الله الرازي : في مكتوب الإنجيل : أن يؤمنوا بمحمد ﷺ ، والحظ هو الإيمان به ، وتنكير
الحظ يدل على أن المراد به حظ واحد ، وهو الإيمان بالرسول ، وخص هذا الواحد بالذكر ، مع أنهم تركوا أكثر ما أمرهم
الله به ، لأن هذا هو المعظم والمهم . ﴿ فأغرينا بينهم العداوة والبغضاء إلى يوم القيامة ﴾ الضمير في ﴿ بينهم ﴾ يعود على
النصارى ، قاله الربيع ، وقال الزجاج : النصارى منهم ، النسطورية ، واليعقوبية ، والملكانية ، كل فرقة منهم تعادي
الأخرى ، وقيل : الضمير عائد على اليهود والنصارى ، أي : بين اليهود والنصارى ، قاله قتادة والسدي ، فإنهم
أعداء يلعن بعضهم بعضاً ، ويكفر بعضهم بعضاً . ﴿ وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون ﴾ هذا تهديد ووعيد شديد
بعذاب الآخرة ، إذ موجب ما صنعوا إنما هو الخلود في النار . ﴿ يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيراً مما كنتم
تخفون من الكتاب ويعفو عن كثير ﴾ قال محمد بن كعب القرظي : أول ما نزل من هذه السورة هاتان الآيتان ، في شأن
اليهود والنصارى ، ثم نزل سائر السورة بعرفة في حجة الوداع . و﴿ يا أهل الكتاب ﴾ يعم اليهود والنصارى ، وقيل :
الخطاب لليهود خاصة ، ويؤيده ما روى عكرمة ... من حكمة ، قال : أتى اليهود[2] الرسول ﷺ يسألونه عن
الرجم ، فاجتمعوا في بيت ، فقال : أيكم أعلم ، فأشاروا إلى ابن صوريا ، فقال : أنت أعلمهم ، قال : سل عما
شئت ، قال : أنت أعلمهم ، قال : إنهم يزعمون ذلك ، قال : فناشدتك الله الذي أنزل التوراة على موسى ، والذي رفع
الطور ، فناشده بالمواثيق التي أخذت عليهم ، حتى أخذه إفكل ، فقال : إن نساءنا نساء حسان ، فكثر فينا القتل ،
فاختصرنا فجلدنا مائة مائة ، وحلقنا الرؤوس ، وخالفنا بين الرؤوس على الدواب ، أحسبه قال : الإبل قال : فأنزل الله
﴿ يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا ﴾ ، وقيل : الخطاب لليهود والنصارى الذين أخفوا صفة رسول الله ﷺ ، والرجم ونحوه ،
وأكثر موارد الإخفاء إنما ترتبت لليهود ، لأنهم كانوا مجاوري الرسول في مهاجره ، والمعنى بقوله ﴿ رسولنا ﴾ محمد ﷺ ،
والمضاف إلى الله تعالى إضافة تشريف ، وفي هذه الآية دلالة على صحة نبوّته ، لأن إعلامه بما يخفون من كتابهم ، وهو أمّي
لا يقرأ ولا يكتب ولا يصحب القراء ، دلالة على أنه إنما يعلمه الله تعالى ، وقوله ﴿ من الكتاب ﴾ يعني التوراة ، ويعفو عن
كثير ، أي : مما يخفونه لا يبينه ، إذا لم تدع إليه مصلحة دينية ، ولا يفضحكم بذلك ، إبقاء عليكم ، وقال الحسن
﴿ ويعفو عن كثير ﴾ هو ما جاء به الرسول من التخفيف مما كان شدد عليهم وتحليل ما كان حرم عليهم ، وقيل : لا يؤاخذكم
بها ، وهذه الطريقة التي لا يبين ، هي التي ليس في إظهارها ... ، فلا ... في ملة الإسلام ، فضحهم به ، وتكذيبهم ،
والظاهر أن فاعل ﴿ يبين ﴾ و﴿ يعفو ﴾ عائد على ﴿ رسولنا ﴾ ويجوز أن يعود على الله تعالى . ﴿ قد جاءكم من الله نور
وكتاب مبين ﴾ قيل : هو القرآن ، سماه نوراً لكشفه ظلمات الشرك والشك ، أو لأنه ظاهر الإعجاز ، وقيل : النور
الرسول ، وقيل : الإسلام ، وقيل : النور موسى ، والكتاب المبين : التوراة ، ولو اتبعوها حق الاتباع لآمنوا
بمحمد ﷺ ، إذ هي آمرة بذلك ، مبشرة به . ﴿ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ﴾ أي : رضا الله ، ﴿ سبل
السلام ﴾ طرق النجاة ، والسلامة من عذاب الله ، والضمير في ﴿ به ﴾ ظاهره أنه يعود على كتاب الله ، ويحتمل أن يكون
عائداً على الرسول ، قيل : ويحتمل أن يعود على الإسلام[3] ، وقيل ﴿ سبل السلام ﴾ قيل : دين الإسلام ، وقال الحسن



شرح العقائد

مع حاشيته

جمع الفرائد بقلادة شرح العقائد

ويليهما

شرح ميزان العقائد

وفي إرسال الرسل جمع رسول على فعول من الرسالة وهي سفارة العبد بين الله وبين ذوي الألباب من خليقته ليزيح بها عللهم فيما قصرت عنه عقولهم من مصالح الدنيا والآخرة، وقد عرفت معنى الرسول والنبي في صدر الكتاب حكمة أي مصلحة وعاقبة حميدة، وفي هذا إشارة إلى أن الإرسال واجب لا بمعنى الوجوب على الله تعالى بل بمعنى أن قضية الحكمة تقتضيه لما فيه من الحكم والمصالح، وليس بممتنع كما زعمت السمنية والبراهمة، ولا بممكن يستوي طرفاه كما ذهب إليه بعض المتكلمين. ثم أشار إلى وقوع الإرسال وفائدته وطريق ثبوته وتعيين بعض من ثبت رسالته فقال وقد أرسل الله تعالى رسلا من البشر إلى البشر مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب فإن ذلك مما لا طريق للعقل إليه وإن كان فبأنظار دقيقة لا يتيسر إلا لواحد بعد واحد ومبينين للناس ما يحتاجون إليه من أمور الدنيا والدين فإنه تعالى خلق الجنة والنار، وأعد فيهما الثواب والعقاب، وتفاصيل أحوالهما، وطريق الوصول إلى الأول، والاحتراز عن الثاني مما لا يستقل به العقل وكذا خلق

Scanned by CamScanner

شرح العقائد النسفية

للعلامة سعد الدين التفتازاني رحمه الله

المتوفى ٧٩٢هـ

المحشى بـ

عقد الفرائد على شرح العقائد

لـ مولانا محمد علي رحمه الله

ولا يمكن بستري طرفاه، كما ذهب إليه بعض المتكلمين. ثم أشار إلى وقوع الإرسال، وفائدته، وطريق ثبوته، وتعيين بعض من ثبت رسالته، فقال: وقد أرسل الله تعالى رسلاً من البشر إلى البشر، مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب، فإن ذلك مما لا طريق للعقل إليه، وإن كان فبأنظار دقيقة...

قوله: أرسل قوله: مبشرين قوله: وأيدهم بالمعجزات

من غير إخبار نبي

أي إن حصل طريق للعقل

= الإرسال لا يمكن إلا بقول الله سبحانه: "أرسلتك" وهو لا يوجب اليقين؛ لجواز أن يكون من كلام الجن، وأجيب بأنه يجوز أن ينصب الحق سبحانه عليه دليلاً، أو يخلق في الرسول علماً ضرورياً، ثانيها: أن من قال إنه كان جسماً، وجب أن يراه كل أحد من الحاضرين، وإن كان مجرداً كان رؤيته محالاً، وأجيب بأن خالق الرؤية هو الحق سبحانه، فيجوز أن يكشف الملك على الرسول، ويحجبه من غيره، ثالثها: أن التكليف مضرة للعباد فلا يكون مصلحة لهم، وأجيب بأنه مشقة قليلة، موجبة لمنافع عظيمة دائمة. [النبراس: ٢٦٩]

بعض المتكلمين: وهم جمهور الأشاعرة القائلين بأن العقل لا يحكم بالحسن والقبح، وأن الله سبحانه يفعل ما يشاء بمحض إرادته، بلا غرض داع، والشارح قد جرى في هذا المقام على رأي الماتريدية. [النبراس: ٢٦٩]

وتعيين بعض إلخ: بقوله: أول الأنبياء آدم ﷺ وآخرهم محمد ﷺ.

إلى البشر: ليستأنس الأمة برسولها ولأنه لا يستطيع كل واحد من الناس أن يرى الملائكة. ثم اعلم أن كلام المصنف رحمه الله مبني على ذكر الغالب في الوقوع، والأهم بالبيان، وإلا فالمذهب: أن محمداً ﷺ مبعوث إلى الثقلين،

الجامع لأحكام القرآن

والمبيّن لما تضمّنه من السُّنة وآي الفرقان

تأليف
أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي
(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
شارك في تحقيق هذا الجزء
محمد رضوان عرقسوسي

الجزء السابع

مؤسسة الرسالة

كلامه، فلما لم يُبيِّن له رسول الله ﷺ قام من عنده، فذهب وقال لأصحابه: أرى أنه صادقٌ فيما يقول؛ لأنه كان وَجَدَ في كتابه أنه لا يُبيِّن له ما سأله عنه[1].

﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ أي: ضياء؛ قيل: الإسلام، وقيل: محمد عليه الصلاة والسلام؛ عن الزجاج[2]. ﴿وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾ أي: القرآن، فإنه يُبيِّن الأحكام، وقد تقدم[3]. ﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ﴾ أي: ما رَضِيَه الله. ﴿سُبُلَ السَّلَامِ﴾: طُرُقَ السلامة الموصلة إلى دار السلام[4] المنزّهة عن كل آفة، والمؤمِّنة من كل مَخافة، وهي الجنة. وقال الحسن والسُّدّي: «السلام»: الله عزَّ وجلَّ؛ فالمعنى: دين الله ـ وهو الإسلام ـ كما قال: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [آل عمران: ١٩]. ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ أي: من ظُلُمات الكفر والجهالات إلى نور الإسلام والهدايات. ﴿بِإِذْنِهِ﴾: بتوفيقه وإرادته[5].

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾﴾

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ تقدم في آخر «النساء»[6] بيانُه والقولُ فيه.

وكُفْرُ النصارى في دلالة هذا الكلام إنما كان بقولهم: إنَّ الله هو المسيح ابن

الأرض، وأنه بعثه بالبينات والفرق بين الحق والباطل ووصف الرسول هنا بصفتين:

الأولى - أنه يبين لهم كثيراً مما يخفون، قال ابن عباس: «أخفوا صفة محمد ﷺ، وأخفوا أمر الرجم، وغيرها من كثير مما أخفوه، فلم يفضحهم ببيانه. ثم إن الرسول ﷺ بيّن ذلك لهم، وهذا معجزة؛ لأنه عليه الصلاة والسلام لم يقرأ كتاباً ولم يتعلم علماً من أحد، فلما أخبرهم بأسرار ما في كتابهم، كان ذلك إخباراً عن الغيب، فيكون معجزاً.

الصفة الثانية - ويعفو عن كثير، أي لا يظهر كثيراً مما تكتمونه أنتم، وإنما لم يظهره؛ لأنه لا حاجة إلى إظهاره في الدين، وهذا يدعوهم إلى ترك الإخفاء لئلا يفتضحوا. ولقد كان بيان القرآن لما كتموه سبباً في إسلام كثير من أحبارهم.

فالصفة الأولى: أنه يبين ما بدلوه وحرفوه وأولوه وافتروا على الله فيه، والصفة الثانية: أنه يسكت عن كثير مما غيروه، ولا فائدة في بيانه. روى الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنه قال: من كفر بالرجم فقد كفر بالقرآن من حيث لا يحتسب، قوله: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ فكان الرجم مما أخفوه. ثم قال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه أي الشيخان: البخاري ومسلم.

ثم أخبر تعالى عن القرآن العظيم الذي أنزله على نبيه الكريم بأنه كتاب واضح، وأن محمداً ﷺ نور، أو الإسلام نور، فالمراد بالنور محمد، وبالكتاب القرآن، وقيل: إن المراد بالنور الإسلام، وبالكتاب القرآن، والقرآن بيّن في نفسه، مبين لما يحتاج إليه الناس لهدايتهم.

﴿يا أيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم﴾

صدق الله العظيم

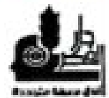
التفسير المنير

في العقيدة والشريعة والمنهج

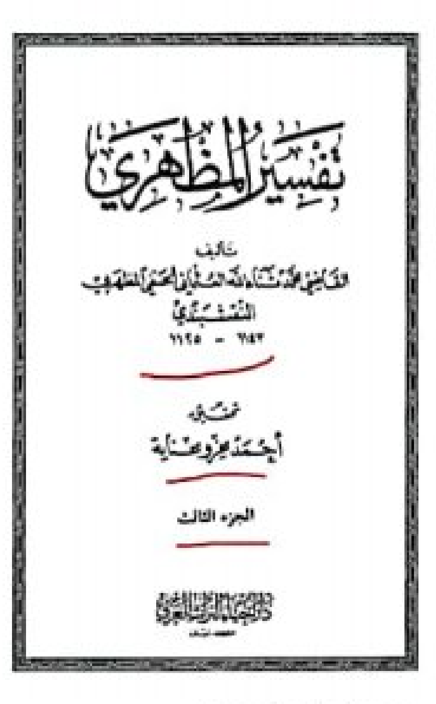
الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

المجلد الثالث

الجزء ٥ - ٦



الموعودين إنما كان ثبتًا لأخذ الميثاق على آبائهم ﴿فَنَسُوا﴾ يعني أكثر هؤلاء الموعودين وبعض من قبلهم ﴿حَظًّا﴾ أي حظًا وافرًا أو حظهم ﴿مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ﴾ في الإنجيل فكذبوا محمدًا ﷺ بعد البشارة بمبعثه واتبعوا أهواءهم قبل ذلك فافترقوا فرقًا منهم الملكانية والنسطورية واليعقوبية قال بعضهم إن الله ثالث ثلاثة وبعضهم عيسى ابن الله وبعضهم أن الله هو المسيح ﴿فَأَغْرَيْنَا﴾ يعني ألصقنا وألزمنا من غرى الشيء إذا لصق به وأغراه ﴿بَيْنَهُمُ﴾ قال مجاهد وقتادة: يعني بين اليهود والنصارى، وقال الربيع بين فرق النصارى وهو الأشهر ﴿الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾ لأجل اختلاف أهوائهم في الدين ﴿إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ﴾ بالجزاء والعقاب في الآخرة ﴿بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ في الدنيا من الكفر والمعاصي وترك الاقتداء بالكتب السماوية التي مآلها واحد والله أعلم. أخرج ابن جرير عن عكرمة، قال إن نبي الله ﷺ أتاه اليهود يسألونه عن الرجم فقال: «أيكم أعلم؟» فأشاروا إلى ابن صوريا فناشده بالذي أنزل التوراة على موسى والذي رفع الطور بالمواثيق التي أخذت عليهم، فقال: إنه لما كثر الزنا فينا جلدنا مائة وحلقنا الرؤوس فحكم عليهم بالرجم فأنزل الله تعالى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ إلى قوله ﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ والمراد بأهل الكتاب اليهود والنصارى ووحده الكتاب لأنه للجنس ﴿قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ محمد ﷺ ﴿يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ أي التوراة والإنجيل مثل آية الرجم ونعت محمد ﷺ في التوراة وبشارة عيسى بأحمد في الإنجيل ﴿وَيَعْفُو﴾، أي يعرض ﴿عَن كَثِيرٍ﴾ مما يخفونه لا يخبر به إذا لم يتوقف عليه أمر ديني أو عن كثير منكم فلا يؤاخذ بجرمه ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ يعني محمد ﷺ أو الإسلام ﴿وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾ للأحكام أو بين الإعجاز وهو القرآن، وجاز أن يكون العطف تفسيريًا وسمى محمدًا ﷺ والقرآن نورًا لكونهما كاشفين لظلمات الكفر ﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ﴾ وحد الضمير لأن المراد بهما إما واحد أو كواحد في الحكم ﴿مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ﴾ أي رضاه بالإيمان منهم ﴿سُبُلَ السَّلَامِ﴾ أي طرق السلامة من عذاب الله، وقيل: السلام هو الله تعالى وسبله شرائعه الموصلة إليه ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ﴾ أي ظلمات الكفر ﴿إِلَى النُّورِ﴾ نور الإيمان ﴿بِإِذْنِهِ﴾ بإرادته وتوفيقه ﴿وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ أي طريق موصل إلى الله تعالى الجنة وهو الإسلام ﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ والقائلون بهذا القول اليعقوبية من النصارى فإنهم قائلون بالاتحاد، وقيل: لم يصرح به أحد ولكن لما زعموا أن فيه لاهوتًا وقالوا لا إله إلا واحد لزمهم أن يكون هو المسيح فنسب



تفسير المظهري

تأليف

القاضي محمد ثناء الله العثماني المظهري النقشبندي

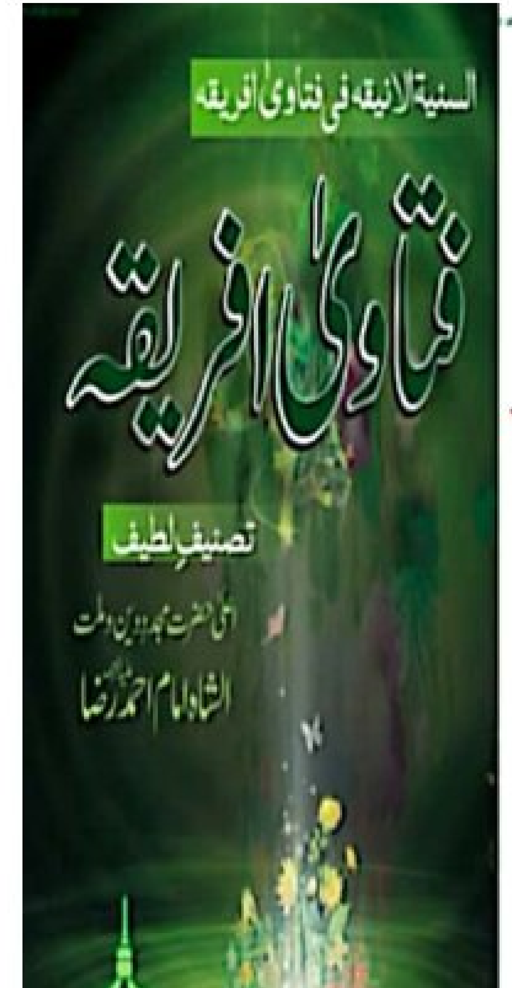
١١٤٣ - ١٢٢٥

تحقيق

أحمد عزو عناية

الجزء الثالث

دار إحياء التراث العربي



مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالائے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرشتن آب و گل داشت — کو تخم بلک جاں و دل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منہا خلقنکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری O زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الا وقد ذر علیہ من تراب حفرتہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفی سرتہ من تربتہ التی خلق منہا حتی یدفن فیہا وانا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہا ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر موکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر